روزنامہ
الفضل ربوہ
فون 213029
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد 47-82 نمبر 29 | جمعرات 27 رمضان۔ 1417ھ 6 تبلیغ 1376ھش 6 فروری 1997ء

خطبہ عید کے وقت میں تبدیلی

اس سے قبل قارئین کو یہ اطلاع دی گئی تھی کہ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کا خطبہ عید مورخہ 9- فروری 1997ء بروز اتوار شام چھ بجے احمدیہ ٹیلی ویژن سے نشر ہوگا۔ اب اس میں تبدیلی کی گئی ہے۔ اب یہ خطبہ چھ بجے کی بجائے سات بجے شام (پاکستانی وقت) ٹیلی کاسٹ ہو گا۔ احباب کرام وقت کی یہ تبدیلی نوٹ فرمالیں۔

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

ایک متقی تو اپنے نفس امارہ کے برخلاف جنگ کرکے اپنے خیال کو چھپاتا ہے اور خفیہ رکھتا ہے' لیکن اللہ تعالیٰ اس خفیہ خیال کو ہمیشہ ظاہر کر دیتا ہے۔ جیسا کہ ایک بدمعاش کسی بد چلنی کا مرتکب ہو کر خفیہ رہنا چاہتا ہے' اسی طرح ایک متقی چھپ کر (عبادت کرتا ہے) ہے اور ڈرتا ہے کہ کوئی اس کو دیکھ لے۔ سچا متقی ایک قسم کا ستر چاہتا ہے۔ تقویٰ کے مراتب بہت ہیں' لیکن بہرحال تقویٰ کے لئے تکلف ہے اور متقی حالت جنگ میں ہے اور صالح اس جنگ سے باہر ہے۔ جیسے کہ میں نے مثال کے طور پر اوپر ریاء کا ذکر کیا ہے' جس سے متقی کو آٹھوں پہر جنگ ہے۔

بسا اوقات ریاء اور حلم کا جنگ ہو جاتا ہے۔ کبھی انسان کا غصہ کتاب اللہ کے برخلاف ہوتا ہے۔ گالی سن کر اس کا نفس جوش مارتا ہے۔ تقویٰ اس کو سکھلاتا ہے کہ وہ غصہ کرنے سے باز رہے۔ جیسے قرآن کہتا ہے (-) ایسا ہی بے صبری کے ساتھ اسے اکثر جنگ کرنا پڑتا ہے۔ بے صبری سے مراد یہ ہے کہ اس کو راہ تقویٰ میں اس قدر دقتوں کا مقابلہ ہے کہ مشکل سے وہ منزل مقصود پر پہنچتا ہے' اس لئے بے صبر ہو جاتا ہے۔ مثلاً ایک کنواں پچاس ہاتھ تک کھودنا ہے۔ اگر دو چار ہاتھ کے بعد کھودنا چھوڑ دیا جائے' تو محض یہ ایک بدظنی ہے۔ اب تقویٰ کی شرط یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے احکام دیئے' ان کو اخیر تک پہنچائے اور بے صبر نہ ہو جاوے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 15)

ہر عقل مند کا فرض ہے کہ توبہ کرے

(حضرت امام جماعت احمدیہ الاول)

اللہ کی تسبیح کرو۔ اس کی ستائش اور حمد کرو اور اس سے حفاظت طلب کرو۔ استغفار یا حفاظت الٰہی طلب کرنا ایک عظیم الشان سرّ ہے۔ انسان کی عقل تمام ذرات عالم کی محیط نہیں ہو سکتی اگر وہ موجودہ ضروریات کو سمجھ بھی لے تو آئندہ کے لئے کوئی فتویٰ نہیں دے سکتی۔ اس وقت ہم کپڑے پہنے کھڑے ہیں۔ لیکن اگر اللہ تعالیٰ ہی کی حفاظت اور فضل کے نیچے نہ ہوں اور محرقہ ہو جاوے تو یہ کپڑے جو اس وقت آرام دہ اور خوش آئند معلوم ہوتے ہیں ناگوار خاطر ہو کر موذی اور مخالف طبع ہو جاویں اور وبال جان سمجھ کر ان کو اتار دیا جاوے۔ پس انسان کے علم کی تو یہ حد اور غایت ہے۔ ایک وقت ایک چیز کو ضروری سمجھتا ہے اور دوسرے وقت اسے غیر ضروری قرار دیتا ہے۔ اگر اسے یہ علم ہو کہ سال کے بعد اسے کیا ضرورت ہو گی؟ مرنے کے بعد کیا ضرورتیں پیش آئیں گی؟ تو البتہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ بہت کچھ انتظام کر لے۔ لیکن جب کہ قدم قدم پر اپنی لاعلمی کے باعث ٹھوکریں کھاتا ہے پھر حفاظت الٰہی کی ضرورت نہ سمجھنا کیسی نادانی اور حماقت ہے یہ صرف علم ہی تک بات محدود نہیں رہتی۔ دوسرا مرحلہ تصرفات عالم کا ہے وہ اس کو مطلق نہیں ایک ذرہ پر اسے کوئی تصرف و اختیار نہیں۔ غرض ایک بے علمی اور بے بسی تو ساتھ ہی۔ پھر بدعملیاں ظلمت کا موجب ہو جاتی ہیں۔ انسان جب اولاً گناہ کرتا ہے تو ابتداً میں دلیر نہیں ہوتا ہے۔ پھر وہ امر بڑھ جاتا ہے اور رَین کہلاتا ہے۔ اس کے بعد مہر لگ جاتی ہے۔ یہ چھاپا مضبوط ہو جاتا ہے۔ قفل لگ جاتا ہے۔ پھر یہاں تک نوبت پہنچتی ہے کہ بدی سے پیار اور نیکی سے

باقی صفحہ 8 پر

توبہ کے یہ معنے ہیں کہ گناہ ترک کرنا اور خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

سانحہ ارتحال

○ مکرم بشیر احمد صاحب دار البرکات ربوہ لکھتے ہیں۔

محترم میجر (ر) عبدالرحمان صاحب آف سیالکوٹ 97-1-30 کو مثانہ کے اپریشن کے بعد ہارٹ فیل ہو جانے کی وجہ سے اسلام آباد میں وفات پاگئے۔ اسی روز احمدیہ قبرستان اسلام آباد میں تدفین ہوئی۔ موصوف حلقہ پورن نگر سیالکوٹ کے صدر رہے۔ آپ محترمہ بشریٰ بشیر صاحب سابق پرنسپل جامعہ نصرت کے بڑے بھائی اور مکرم ماسٹر خیرالدین صاحب (وفات یافتہ) نائب ناظر تعلیم قادیان کے داماد تھے۔

ان کی اہلیہ عرصہ سات سال سے بعارضہ فالج صاحب فراش ہیں اور ایک داماد گردوں اور پھیپھڑوں کی تشویشناک بیماری میں مبتلا ہے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ موصوف کے درجات بلند فرمائے۔ اہلیہ محترمہ کا خاتمہ بالخیر کرے داماد کو صحت دے اور پسماندگان کی پریشانیوں کو دور فرمائے۔

ولادت

○ مکرمہ سیدہ نسیم سعید صاحبہ لکھتی ہیں۔

خدا تعالیٰ نے محض اپنے خاص فضل و کرم سے میری بیٹی خالدہ احمد اہلیہ میجر غفور احمد کو 23- دسمبر 1996ء کو شادی کے 17 سال بعد بیٹا عطا فرمایا ہے۔ حضرت صاحب نے بچے کا نام ازراہ شفقت حاشر احمد تجویز فرمایا ہے۔ نومولود میجر عبدالحمید شرما صاحب کا پوتا اور محمد سعید احمد صاحب انجینئر کا نواسہ ہے خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ بچے کو بہترین صحت' لمبی عمر دے اور خادم دین بنائے۔ آمین۔

نکاح

○ مکرمہ صادقہ حفیظ صاحبہ بنت مکرم عبدالحفیظ گوندل صاحب لاہور کا نکاح مورخہ 9 جنوری 1997ء کو مکرم حنیف احمد محمود صاحب مربی ضلع لاہور نے ہمراہ مکرم زاہد محمد میاں صاحب ولد مکرم عبدالمجید میاں صاحب آف بوسٹن امریکہ کے ساتھ مبلغ 20 ہزار امریکن ڈالر حق مہر پر پڑھا۔

عزیزہ صادقہ حفیظ مکرم میاں عمرالدین صاحب رفیق بانی سلسلہ کی پڑپوتی اور مکرم میاں بشیر احمد صاحب سابق امیر جماعت کوئٹہ کی نواسی ہے۔ اسی طرح مکرم زاہد محمد میاں صاحب مکرم عیسیٰ جان صاحب آف ٹورانٹو کے نواسہ ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ جانبین کے لئے بابرکت فرمائے۔

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی - ربوہ

قیمت
2 روپے 50 پیسے

6- تبلیغ 1376 ھش 6 - فروری 1997ء

خدا تعالیٰ سے سیدھی راہ مانگیں

دنیا کی بھی راہیں ہیں۔ اور دین کی بھی راہیں ہیں۔ دنیا کے کام کو انجام دینے کے لئے اگر ہم اپنے لئے کسی رہنما کو تلاش کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں ایسے شخص کی تلاش ہو گی جو دنیوی کاموں میں کامیاب نظر آتا ہے اگر ہم اس کی باتوں کو سنیں اور اس کی باتوں پر عمل کریں تو ہم اس بات کو یقینی بنا سکتے ہیں کہ ہم بھی کامیاب ہوں گے اور اگر ہم دینی راہ پر چلنے کے لئے کسی راہنما کو تلاش کریں تو ہمیں ایسے شخص کی تلاش ہو گی جو خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق رکھتا ہو جس کو دیکھ کر یہ کہا جا سکے کہ یہ خدا تعالیٰ کا حقیقی بندہ ہے۔ یعنی اس کی باتیں مانتا ہے اس کی ہدایات پر چلتا ہے اس کے احکام کی پیروی کرتا ہے۔ اگر ہم دینی رہنمائی کے لئے محض دنیادار کے پاس جائیں تو یقیناً وہ ہماری ہدایت کا سامان نہیں کر سکتا۔

پس ہمیں ہمیشہ اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ رہنمائی اس سے حاصل کی جائے جس نے خود کوئی درجہ حاصل کر لیا ہو۔ دنیا ہو یا دین ہو اگر ہم ایسا کریں تو یقیناً ہم صحیح راستے پر چل نکلیں گے۔ تجارت کرنی چاہتے ہیں تو کسی اچھے تاجر کی طرف دیکھیں گے۔ زمیندارہ کرنا چاہتے ہیں تو کسی اچھے زمیندار کی طرف دیکھیں گے۔ تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ایسے لوگوں کی طرف دیکھیں گے جنہوں نے تعلیم حاصل کی ہے اور اس میں اپنا نام پیدا کیا ہے۔ اپنے لئے مقام پیدا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو میری طرف آنا چاہے یا بالفاظ دیگر میری راہ میں مجاہدہ کرے ہم اس کو اپنی راہیں دکھلادیں گے۔ جن لوگوں کو خدا تعالیٰ نے وہ راہیں دکھلادی ہیں ہمیں ان کے پیچھے چلنا چاہئے اور نہ صرف ان کے پیچھے چلنا چاہئے بلکہ مزید خدا تعالیٰ سے یہ بات مانگنی چاہئے کہ وہ ہر قدم پر ہماری رہنمائی فرمائے۔ اور یہ کوئی عجیب بات بھی نہیں ہے۔ کیونکہ اس نے خود ہی ہمیں یہ فرمایا ہے کہ مجھ سے یہ دعا کرو کہ اے خدا ہمیں سیدھی راہ دکھا۔ اور اس نے آگے یہ بھی کہا ہے کہ ایسے لوگوں کی راہ جو کامیاب ہوئے ہیں۔ جن پر تو نے انعامات نازل کئے ہیں۔ پس خدا تعالیٰ کی راہ میں مجاہدہ کرنے سے یقینی طور پر خدا تعالیٰ کی راہ نظر آنے لگتی ہے۔ یوں لگتا ہے کہ وہ ہمارا ہاتھ پکڑ کر ہمیں آگے لے جا رہا ہے۔ اور ایسا کیوں نہ ہو کہ وہ خود کہتا ہے کہ تم مجھ سے سیدھی راہ دکھانے کے لئے کہو گے تو میں تمہیں ضرور دکھاؤں گا۔

انسان کے دل میں یہ جذبہ پیدا ہونا چاہئے' یہ خواہش پیدا ہونی چاہئے' یہ عزم پیدا ہونا چاہئے کہ ہمیں خدا تعالیٰ کی راہ پر چلنا ہے۔ خدا تعالیٰ کی راہ میں ہمیں مجاہدہ کرنا ہے۔ اور اگر ہم اپنی اس خواہش اور اپنے اس عزم کو بروئے کار لائیں تو یقیناً ہم کامیاب ہو جائیں گے۔ یہ وہ کامیابی ہے جو ہماری ساری زندگی پر حاوی ہو سکتی ہے۔ ہمیں نہ صرف دینی امور میں کامیابی حاصل ہو گی بلکہ چونکہ راہنمائی ہم نے خدا تعالیٰ کی ہدایات سے حاصل کی ہے اور اس دنیا کی کامیابیاں بھی خدا تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہیں۔ ہمیں دنیوی امور میں بھی کامیابیاں ملتی چلی جائیں گی۔ اسی لئے تو ہمیں بتایا گیا ہے کہ جو صرف دنیا مانگتا ہے اسے دنیا مل تو جاتی ہے لیکن دین میں پھر اس کا کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ لیکن جو شخص دین مانگتا ہے اسے دین بھی مل جاتا ہے اور اس کے ساتھ ہی دنیا بھی مل جاتی ہے اور ایسا ہونے سے دل میں یہ یقین پیدا ہوتا ہے اور لمحہ بہ لمحہ بڑھتا چلا جاتا ہے کہ سب کچھ خدا تعالیٰ سے ملتا ہے دنیا ہو یا دین۔

پس اس صورت حال کے پیش نظر زیادہ مناسب یہی ہے کہ دین مانگا جائے تاکہ اس کے ساتھ دنیا بھی مل جائے۔ اور نہ صرف دنیا مل جائے بلکہ اگلا جہاں بھی مل جائے۔ مل جانے سے مراد یہی ہے کہ وہاں بھی ہم کامیاب و بامراد ہوں اس لئے کہ ہمیں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اگلے جہان کے لئے روشنی یہیں سے لے کر جاتے ہیں اور یہ بھی کہ یہ دنیا ایسی ہے جس میں ہم بوتے ہیں اور اگلی دنیا میں کاٹتے ہیں۔ آخر جو بوئیں گے وہی کاٹیں گے نا۔ اگر یہاں روشنی ملے گی تو اگلی دنیا میں بھی روشنی ملے گی۔ جیسا کہ بتایا گیا ہے جو اس دنیا میں اندھا ہے وہ دوسری دنیا میں بھی اندھا اٹھایا جائے گا۔ یہاں اندھا سے یہ مراد نہیں کہ اس کی جسمانی بینائی نہیں ہے۔ بلکہ دراصل اس اندھے پن سے روحانی بینائی معدوم ہونے کا مطلب لیا جاتا ہے۔

پس یہاں روشنی حاصل کریں گے یہاں دینی احکامات پر نظر رکھیں گے اور ان پر عمل کریں گے تو نہ صرف اس دنیا میں سب کچھ حاصل ہو گا بلکہ ہم اگلی دنیا میں بھی کامیاب و کامران رہیں گے۔

خلاصہ اس ساری بات کا یہ ہے کہ ہمیں دین مانگنا چاہئے تاکہ دین بھی ملے اور دنیا بھی ملے۔ اور ایسا کرنے سے ہمارے دل میں یہ یقین بھی پیدا ہونا چاہئے کہ ہم خدا کے فضل سے اگلی دنیا میں بھی کامیاب و کامران ہوں گے۔

پس آیئے اس بابرکت مہینے میں ہم خدا کی راہ میں مجاہدہ کریں تاکہ وہ ہمیں اپنی راہیں دکھلا دے۔ دکھلائے گا وہ ضرور کیونکہ اسی نے کہا ہے کہ مجھ سے سیدھی راہ مانگو۔ مجھ سے سیدھی راہ طلب کرو۔ پس اس بابرکت مہینہ میں خاص طور پر ہم خدا تعالیٰ سے سیدھی راہ مانگیں تاکہ ہماری دنیا کی راہیں بھی سیدھی ہوں اور دین کی راہیں بھی سیدھی ہوں۔

اے خدا تو ہمیں اس بابرکت مہینے میں خاص طور پر ایسا کرنے کی توفیق عطا کر

بشیر احمد خان رفیق- لندن

ہمارے پیارے ڈاکٹر سعید احمد خان

چند روز ہوئے ہم نے ووکنگ کے احمدیہ قبرستان میں ایک چاند کو زمین میں دفن کر دیا۔ ڈاکٹر سعید احمد خان اس جہاں میں چاند کی طرح اپنے اردگرد کے ماحول میں روشنی بکھیرتے رہے۔ آپ اعلیٰ خوبیوں اور اخلاق کا گلدستہ تھے خداخوفی و خداترسی میں یکتا اور حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے عاشق صادق تھے جنون کی حد تک داعی الی اللہ۔ مہمان نواز۔ خوش خلق اور امامت کے سچے عاشق تھے۔

ڈاکٹر سعید احمد خان نے احمدیت کا عشق اور اعلیٰ اخلاق اپنے بزرگ والد حضرت محمد خواص خان صاحب سے ورثہ میں پائے تھے۔ خاکسار سے ان کا تعلق بچپن سے تھا۔ کئی پہلو سے رشتہ داریاں بھی تھیں۔

جنوری 1959ء میں خاکسار بمع اہل و عیال انگلستان کے لئے کراچی سے روانہ ہونے لگا تو بندرگاہ پر تین احباب نے رخصت کیا تھا۔ یعنی محترم شیخ خلیل الرحمان صاحب سیکرٹری ضیافت کراچی۔ ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب جو ان دنوں کراچی میڈیکل کالج کے طالب علم تھے اور برادرم ڈاکٹر بشارت احمد صاحب آف یارک شائر۔ یہ بھی ان دنوں طالب علم تھے۔ چند سال بعد ڈاکٹری کا امتحان پاس کرنے کے بعد عزیز ڈاکٹر سعید احمد خان لندن تشریف لائے اور خاکسار کے ہاں ہی مقیم ہوئے۔ کچھ عرصہ کے بعد ایڈنبرا میں ملازمت ملنے پر وہاں تشریف لے گئے۔ اس دوران ان کی شادی ایک انگریز خاتون محترمہ سلمیٰ مبارکہ خان سے ہوئی۔ یہ شادی کی تقریب بھی خاکسار کے گھر پر ہوئی اور ولیمہ کا انتظام بھی خاکسار ہی نے کیا۔ سلمیٰ مبارکہ خان کے ڈاکٹر سعید احمد خان کی زندگی میں آنے سے ان کا گھرانہ جنت کا نمونہ بن گیا۔ میں نے ایسے مبارک جوڑے کم ہی دیکھے ہیں۔ جو نیکی' تقویٰ' دعوت الی اللہ مہمان نوازی وغیرہ میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کے لئے ہر وقت ایک مسلسل دوڑ میں لگے ہوئے ہوں اور جن کی زندگیوں کا ہر لمحہ اللہ کے لئے وقف ہو۔ اور جنہوں نے حقیقی رنگ میں دین کو دنیا پر مقدم کیا ہو۔

دونوں میاں بیوی جہاں دعوت الی اللہ میں جنون کی حد تک لگے رہتے تھے۔ وہاں گھر میں بچوں کی تربیت سے بھی ایک لحظہ کے لئے بھی غافل نہ رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو تین لڑکے اور ایک لڑکی عطا فرمائی۔ انہوں نے ہر ایک کی ایسے اعلیٰ رنگ میں تربیت کی اور انہیں احمدیت کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی ایسی جدوجہد کی کہ چاروں ہی ایک مثالی نمونہ بن گئے۔ اور ان کی زندگیاں ایک حقیقی احمدی کے قالب میں ڈھل گئیں۔ ڈاکٹر سعید احمد خان ان کی اہلیہ اور بچے اکثر رخصت پر لندن تشریف لا کر خاکسار کے ہاں قیام کیا کرتے تھے۔ انہی دنوں حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب بھی ہیگ سے تشریف لایا کرتے اور پھر بعد از ریٹائرمنٹ تو مشن ہاؤس کے ایک فلیٹ میں مستقلاً مقیم ہو گئے تھے۔ پہلی مرتبہ ان کا تعارف حضرت چوہدری صاحب سے خاکسار کے فلیٹ پر ہی ہوا۔ حضرت چوہدری صاحب دونوں میاں بیوی اور ان کے چھوٹے چھوٹے بچوں کے حسن اخلاق سے اس قدر متاثر ہوئے کہ اس کے بعد ان کا تعلق ڈاکٹر سعید احمد خان کی فیملی سے ایسا ہو گیا گویا یہ سب ایک ہی فیملی کے افراد ہوں۔ حضرت چوہدری صاحب اکثر خاکسار سے فرمایا کرتے تھے کہ ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب باوجود پٹھان ہونے کے طبیعت کے اس قدر نرم اور حلیم ہیں کہ حیرت ہوتی ہے۔ سلمیٰ مبارکہ خان کی حضرت چوہدری صاحب سے عقیدت میں دن بدن ترقی ہوتی رہی۔ حتیٰ کہ حضرت چوہدری صاحب نے دو تین مرتبہ کئی کئی دن یارک شائر جا کر ان کے ہاں گزارے ان کے بچوں سے باقاعدہ خط و کتابت رکھی اور اکثر بڑے ہی پیار سے اس خاندان کا ذکر فرمایا کرتے۔ جب دسمبر میں ربوہ میں جلسہ سالانہ ہوا کرتا تھا اور ڈاکٹر صاحب مع فیملی کے پاکستان تشریف لے جاتے تو لاہور میں حضرت چوہدری صاحب کے مہمان ہوتے اور ان کی مہمان نوازی سے لطف اندوز ہوتے۔

ڈاکٹر صاحب کی نئی نئی شادی ہوئی تھی اور آپ ایڈنبرا میں ایک مختصر سے فلیٹ میں مقیم تھے۔ کہ حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث سکاٹ لینڈ کے دورہ پر تشریف لے گئے۔ خاکسار کو حضرت صاحب کی ہمراہی اور آپ کی کار ڈرائیو کرنے کا شرف حاصل تھا ڈاکٹر صاحب نے مجھ سے درخواست کی کہ کیا یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ حضرت صاحب بمع قافلہ کے کچھ دیر کے لئے ان کے فلیٹ پر تشریف لائیں۔ خاکسار نے کہا کہ وقت بہت کم ہے لیکن تم خود درخواست کرو تو شاید کام بن جائے۔ ڈاکٹر صاحب حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اپنا تعارف کرایا۔ اور پھر درخواست کی کہ آپ ایڈنبرا میں ان کی مہمان نوازی قبول فرماویں۔ حضرت صاحب نے بلا تامل ڈاکٹر صاحب کی درخواست منظور فرمائی جو یقیناً ڈاکٹر صاحب کے اخلاص اور ان کی سعادت کا نتیجہ تھی۔ حضرت صاحب بمع قافلہ ان کے ہاں تشریف لے گئے اور کافی دیر ان کے ہاں قیام فرمایا۔ ڈاکٹر صاحب اور سلمیٰ مبارکہ خوشی سے پھولے نہیں سماتے تھے۔ اور ہمہ تن حضرت صاحب کی خدمت میں مگن تھے۔ ایڈنبرا میں اور بھی احمدی تھے۔ لیکن یہ سعادت صرف ڈاکٹر صاحب کے حصہ میں آئی کہ امام جماعت ان کے ہاں رونق افروز ہوں۔ حضرت امام جماعت الثالث سے ڈاکٹر صاحب اور سلمیٰ مبارکہ خان اور ان کے بچوں کا تعلق بڑھتا چلا گیا۔ اور پھر یہ سعادت بھی ڈاکٹر صاحب کے حصہ میں آتی رہی کہ ربوہ میں جب یہ جلسہ پر تشریف لے جاتے تو حضرت صاحب ازراہ کرم و شفقت انہیں قصر امامت میں دعوت پر بلاتے۔ اور ان کی خاطر و مدارات اور آرام کے لئے عملہ ضیافت کو حکم فرماتے۔

ڈاکٹر صاحب کو کچھ عرصہ بعد یارک شائر میں مستقل ملازمت مل گئی۔ اور آپ نے یہاں ایک خوبصورت گاؤں میں ایک وسیع و عریض محل نما مکان خرید لیا۔ مہمان نوازی تو چونکہ دونوں میاں بیوی میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اس لئے ان کا یہ گھر سلسلہ احمدیہ کے بزرگان اور مہمانوں کے لئے ایک رنگ کا دارالضیافت بن گیا۔ سلمیٰ مبارکہ خان نے انگریز ہونے کے باوجود مہمان نوازی کے شوق میں پاکستانی کھانے بنانے سیکھ لئے۔ اور بیک وقت بیس بیس مہمانان کے لئے کھانے کا انتظام بڑی خوش اسلوبی سے فرمانے لگیں۔

جلسہ سالانہ یو۔کے کے اختتام پر سلسلہ کے V.I.P مہمانان جو لیک ڈسٹرکٹ کی سیر کے لئے تشریف لے جاتے تو یہ دونوں میاں بیوی انہیں اصرار کے ساتھ راستہ میں اپنے گھر قیام اور طعام کی دعوت دیتے۔ اور ان کی مہمان نوازی کر کے خوشی سے پھولے نہ سماتے۔ سلمیٰ مبارکہ نئے نئے کھانے کی ڈشیں تیار کرتیں۔ اور کبھی ان کے ٹیبل پر کسی چیز کی کوئی کمی نہ آتی۔ اکثر ایسا بھی ہوتا کہ رخصت ہونے والے مہمانوں کو راستہ کے لئے کھانا بھی تیار کر کے دیتیں۔ ان کی اس کرم فرمائی کا بارہا خاکسار بھی مورد ہوا ہے۔

دونوں میاں بیوی کو دعوت الی اللہ کا تو جنون تھا۔ لمبے عرصہ تک قریباً ہر ہفتہ ایک ڈیڑھ درجن غیر مسلم ہمسایوں کو گھر میں کھانے کے لئے بلاتے ان کی خاطر تواضع کرتے اور پھر انہیں دینی لٹریچر پیش کرتے۔ ان کے سوالات کے جواب دیتے خاکسار کو بھی ایسی کئی دعوتوں میں شرکت کی توفیق ملی ہے۔

محترم ڈاکٹر صاحب اور سلمیٰ مبارکہ خان نے بارہا وقف عارضی کے تحت مغربی افریقہ کے دورے کئے۔ جہاں یہ مفت کلینک لگاتے ہزاروں مریضوں کو مفت دیکھتے اور دوائیاں بھی مفت پیش کرتے۔ ایک دفعہ مجھے سلمیٰ خان نے بتایا کہ ہر دفعہ اندازاً دس دس ہزار پونڈ تک دوائیاں ہم ساتھ لے جاتے ہیں اور مفت تقسیم کرتے ہیں۔ ان کے اخلاص' شفقت علیٰ خلق اللہ اور دعاؤں کا ثمرہ انہیں ہر سفر میں درجنوں نئی بیعتوں کی صورت میں ملتا۔ غالباً ان کے ذریعہ احمدی ہونے والوں کی تعداد سینکڑوں میں ہوگی۔ محترم ڈاکٹر صاحب اکثر پرائیویٹ مریضوں سے بھی فیس قبول نہ کرتے تھے۔ خدا تعالیٰ نے انہیں ایک وسیع اور فراخ دل عطا کیا تھا۔

ڈاکٹر صاحب نہ صرف پنجوقتہ باجماعت عبادات کے خود پابند تھے۔ بلکہ اپنے گھر کے تمام افراد کے ساتھ باقاعدہ باجماعت عبادت کا اہتمام کیا کرتے تھے اور اس غرض کے لئے انہوں نے اپنے گھر میں ایک الگ کمرہ مخصوص کر رکھا تھا۔ بابرکت ایام میں عبادت کے بعد محترمہ سلمیٰ مبارکہ خان کلام الٰہی کا انگریزی ترجمہ بلند آواز سے پڑھ کر سناتیں جس سے ان کے بچے جنہیں اردو نہیں آتی تھی کلام الٰہی کے علوم سے آگاہی حاصل کرتے تھے۔ اور اس طرح ان کے گھر میں کئی دفعہ پورا کلام الٰہی باترجمہ ختم ہوتا تھا۔

بچوں کی تربیت میں دونوں میاں بیوی نے ایک اعلیٰ نمونہ قائم فرمایا۔ کہتے ہیں ایک بزرگ کے پاس ایک شخص نے آکر شکایت کی کہ ان کا ایک بچہ گڑ کھاتا ہے۔ بزرگ صاحب اس بچے کو نصیحت فرماویں کہ یہ گڑ کھانا چھوڑ دے۔ بزرگ صاحب نے فرمایا۔ بچے کو چند دن بعد میرے پاس لے آئیں میں نصیحت کر دوں گا۔ چند دن بعد والدین اس بچے کو بزرگ کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے لے آئے۔ بزرگ نے آنکھ اٹھا کر بچے کی طرف دیکھا اور فرمایا۔ میاں۔ گڑ نہ کھایا کرو۔ بچے کے والدین نے حیران ہو کر پوچھا۔ یا حضرت۔ یہ بات تو آپ چند دن پہلے بھی کہہ سکتے تھے۔ ہمارا تو خیال تھا آپ بچے کو لمبی چوڑی نصیحت کریں گے اور گڑ کھانے کے نقصانات سے اسے آگاہ کریں گے۔

بزرگ نے فرمایا۔ بات دراصل یہ ہے کہ جب تم نے مجھے کہا کہ تمہارے بچے کو گڑ نہ کھانے کی نصیحت کروں تو ان دنوں میں خود گڑ کھایا کرتا تھا۔ اور میں نے یہ مناسب نہ سمجھا کہ جو فعل میں خود کرتا ہوں اس سے کسی اور کو منع کروں۔ اب میں نے بھی گڑ کھانا چھوڑ دیا ہے۔ اس لئے امید ہے اللہ تعالیٰ میری اس مختصری نصیحت میں بھی برکت رکھ دے گا۔

ڈاکٹر صاحب اور سلمیٰ مبارکہ خان نے اس اصول پر سختی سے عمل کیا۔ اور بچوں کی تربیت کا آغاز خود اپنی ذاتی تربیت سے کیا۔ جو نصیحت وہ بچوں کو کرنا چاہتے تھے۔ وہ اپنے عملی نمونہ سے ان کے دلوں پر نقش کر دیتے تھے۔ بچوں کو چھوٹی چھوٹی باتوں کی تلقین ایسے پیارے انداز میں فرماتے کہ بچے بغیر کسی پس و پیش کے ان کی نصائح پر عمل پیرا ہو جاتے۔ مثلاً جب ان کے بچے چھوٹے چھوٹے تھے تو ان کے گھر سلام۔ اللہ جزا دے وغیرہ کا کثرت سے استعمال ہوتا تھا۔ بچوں کو باتوں باتوں میں احادیث سنانا محترم ڈاکٹر صاحب کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔

بچوں سے دونوں میاں بیوی کو بے حد محبت ہے ان کی کسی جائز خواہش کی تکمیل میں کبھی پس و پیش نہیں کی لیکن اگر ذرا بھی محسوس کرتے کہ بچوں نے کوئی بری بات سکول یا اردگرد کے ماحول سے لی ہے تو فوراً اصلاح کی طرف متوجہ ہوتے۔ پیار سے انہیں سمجھاتے دینی تعلیمات سے انہیں آگاہ کرتے۔ اور یوں یہ گھرانہ اس دنیا میں جنت کا نمونہ بن گیا۔

ڈاکٹر صاحب اور سلمیٰ مبارکہ خان نے اپنے بچوں میں یہ احساس مبالغہ کی حد تک اجاگر کر دیا تھا۔ کہ وہ احمدی بچے ہونے کی حیثیت سے

باقی صفحہ 7 پر

ایک اچھی بات

چاہئے کہ اپنے تقویٰ کی حفاظت کی جائے۔ اور تقویٰ کی حفاظت کرنے کے لئے عبادتوں کی حفاظت کرنا لازمی ہے۔

مولانا محمد احمد جلیل مفتی سلسلہ

بزرگانِ جماعت کی چند یادیں

تقسیم ملک کے بعد لاہور میں رتن باغ کوٹھی کے پاس (جس میں خاندان حضرت صاحب کے قریباً سب کنبے فروکش تھے) تین تھے عمارتیں جماعت کے پناہ گزینوں کے لئے الاٹ ہوئی تھیں۔ ان میں سے ایک عمارت نئی نئی بنی ہوئی تھی جسے ہم سیمنٹ بلڈنگ کہتے تھے۔ اس میں بجلی کی وائرنگ تو ہو چکی تھی لیکن کنکشن نہیں ملا تھا۔ حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحب ان دنوں ناظر اعلیٰ تھے۔ انہوں نے خاکسار کی ڈیوٹی لگائی کہ اس بلڈنگ میں کنکشن لگوانے کے لئے محکمہ بجلی کے دفتر جاکر کوشش کی جائے۔ اور اگر کوئی مشکل پیش آئے تو حضرت نواب محمد دین صاحب سے امداد لوں۔ چنانچہ خاکسار اس علاقے کے بجلی کے ایس ڈی او سے ملا جو احمدی تھے۔ انہوں نے بتایا کہ حکومت نے نئے کنکشن بند کئے ہوئے ہیں۔ سیکرٹری سے نیچے کسی افسر کو کنکشن دینے کا اختیار نہیں۔ خاکسار نے حضرت نواب محمد دین صاحب سے اس کا ذکر کیا۔ تو وہ مجھے اپنی کار میں ساتھ لے کر سیکرٹری کے دفتر بہاولپور روڈ تشریف لے گئے۔ وہاں پہنچ کر ڈرائیور کو فرمایا کہ میدان میں کھڑی کاروں کے ساتھ کھڑی کرنے کی بجائے دفتر کے سامنے پورچ میں لے جاکر کار کھڑی کرے۔ اور مجھے فرمایا کہ یہ سرکاری افسر دنیا دار لوگ ہوتے ہیں۔ ان چیزوں کا ان پر اثر ہوتا ہے۔ ورنہ خاطر میں نہیں لاتے۔ ہم کار سے نکلے تو دفتر کا بیرا آگے بڑھا۔ آپ نے فرمایا ہم نے سیکرٹری صاحب سے ملنا ہے۔ اس نے کہا وہ کسی میٹنگ کے لئے جا رہے ہیں اس وقت نہیں ملیں گے۔ نواب صاحب نے بیرے کو اپنا کارڈ دیا۔ وہ اندر لے گیا۔ لیکن افسر اندر بلانے کی بجائے خود باہر آگیا۔ اسے ملاقات کا مقصد بتایا گیا تو اس نے کہا کہ میں تو اس وقت ایک میٹنگ میں جا رہا ہوں۔ آپ ایکس سی این سے ملیں۔ یہ کہہ کر چلا گیا۔ ہم بھی کار میں واپس چل پڑے۔ رستہ میں حضرت نواب صاحب نے فرمایا کہ ایکس سی این کے پاس کام نہ ہو سکا تو ہم پھر سیکرٹری سے ملنے آجائیں گے۔ میں نے عرض کیا کہ اس افسر کا آپ سے ملنے کا طریق نامناسب تھا۔ میں نہیں چاہتا کہ آپ پھر اس سے ملنے آئیں۔ آپ نے فرمایا اگر ضرورت پڑی تو میں پھر بھی آنے کو تیار ہوں۔ سلسلہ کے کام کے لئے جتنی بار بھی آنا پڑے اس میں کوئی بے عزتی نہیں۔

حضرت نواب محمد دین صاحب ایک معزز، باوقار اور وجیہہ بزرگ تھے۔ بڑے بڑے عہدوں پر فائز رہ چکے تھے۔ ان کا سلسلہ کی خدمت کے لئے اس قدر انکسار دکھانا غیر معمولی اور قابل تقلید مثال ہے۔

OOO

اسی قسم کا ایک اور واقعہ قابل ذکر ہے۔ جامعہ احمدیہ کے لئے ہدایا حاصل کرنے کے لئے خاکسار کو کوئٹہ بھیجا گیا۔ مکرم شیخ کریم بخش صاحب کوئٹہ کے نائب امیر تھے۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ تم ناواقف ہو۔ چھاؤنی میں رہنے والے افسران سے ملنے کے لئے میں تمہارے ساتھ چلوں گا۔ میں اور میری کار اس کام کے لئے وقف ہوں گے۔ چنانچہ ان کے ہمراہ کئی احمدی افسران سے ملاقات کی۔ ایک بڑے میڈیکل افسر جو پٹھان تھے، نام اب یاد نہیں، ان کے ہاں بھی گئے۔ اندر اطلاع کی گئی۔ وہ باہر تشریف لائے اور ہمارے ساتھ لان میں بیٹھ گئے۔ کچھ دیر خیر خیریت پوچھنے کے بعد آنے کا مقصد بیان کیا۔ لیکن انہوں نے زیادہ توجہ نہ دی اور اپنی باتوں میں لگے رہے۔ اتنے میں کسی افسر کے گھر سے فون آگیا۔ ان کے کسی بچہ کو اچانک تکلیف ہو گئی تھی۔ خان صاحب معذرت کرتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ محترم شیخ صاحب نے واپس چلتے ہوئے کہا کہ ہم پھر حاضر ہوں گے۔ میں نے رستہ ہی میں شیخ صاحب سے کہا کہ یہ صاحب بے توجہی سے پیش آئے ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ ہم ان کے پاس دوبارہ آئیں۔ شیخ صاحب نے مجھے سمجھاتے ہوئے کہا کہ کوئی حرج نہیں۔ ہم پھر بھی آجائیں گے۔ اور فرمایا کہ دیکھو! ہم دوکاندار ہیں اگر ہمارا کوئی مقروض ہمارے مطالبہ کرنے پر بے رخی سے پیش آئے تو کیا ہم اپنا قرض چھوڑ دیتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ یہ صاحب جماعت کے ساتھ تعلق میں کچھ ست ہو رہے ہیں۔ پہلے بیت میں جمعہ پڑھنے آتے تھے۔ اب کچھ دنوں سے نہیں آرہے۔ اس لئے ضروری سمجھتا ہوں کہ ان سے کسی بہانہ ملتے رہیں تاکہ تعلق قائم رہے اور یہ بالکل پیچھے نہ ہٹ جائیں۔

جو دوست محترم شیخ کریم بخش صاحب سے واقف ہیں انہیں علم ہے کہ ان کی طبیعت میں خاصی تیزی تھی لیکن جیسا کہ بیان کردہ واقعہ سے ظاہر ہے سلسلہ کے کام کے لئے اور افراد جماعت کی تربیت اور ان سے ایمانی تعلق قائم رکھنے کے لئے وہ اپنی طبعی سختی بھول جاتے اور بے نفسی اختیار کرتے ہوئے "رحماء بینھم" پر عمل پیرا ہوتے۔

OOO

مکرم عبدالعزیز صاحب (جنہیں عزیز ڈین کے نام سے یاد کیا جاتا ہے) نوعمری میں اپنے والد بابو عزیز الدین صاحب کے پاس لندن آگئے تھے۔ اور اپنی عمر کا پچاس سال سے زیادہ عرصہ یہیں گزارا اور یہیں وفات پائی۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ اپنے والد صاحب کی نصیحت کے مطابق انہوں نے ہمیشہ مشن سے تعلق رکھا مربی حضرات کی خدمت اور ان سے تعاون کے لئے کمربستہ رہتے۔ انہوں نے مجھ سے ذکر کیا کہ جب حضرت مولوی شیر علی صاحب تفسیر انگریزی کے کام کے لئے لندن آئے ہوئے تھے، آپ بعض دفعہ دعوت الی اللہ کے لئے ہائیڈ پارک تشریف لے جاتے۔ میں آپ کے ساتھ جایا کرتا۔ ہائیڈ پارک میں ہر ایک شخص کو اپنے خیالات کا پرچار کرنے اور تقریر کرنے کی اجازت ہے اور سوالات کرنے والوں کو بھی آزادی ہوتی ہے کہ جو چاہیں اعتراض کریں۔ عموماً مقرر کو زچ کرنے کے لئے نوجوان سوالات کرتے رہتے ہیں۔ حضرت مولوی صاحب تقریر فرماتے تو آپ کی تقریر کے درمیان بعض نوجوان لڑکے اور لڑکیاں جو اکثر یہودی ہوتے تھے سوالات کرتے اور آپ نہایت نرمی اور اطمینان سے جواب دیتے۔ بعض دفعہ کوئی نوجوان شرارتاً یا گستاخانہ رنگ میں سوال کرنے لگتا تو میں نے دیکھا کہ اس کے ساتھ کھڑے ہوئے دوسرے نوجوان اسے سختی سے روک دیتے۔ ایک دفعہ میں نے یہودی نوجوان کو باہم کھسر پھسر کرتے ہوئے یہ کہتے سنا۔

He Looks like Isralite Prophets

عقیدۃً مخالف ہونے کے باوجود انگریز اور یہودی آزاد منش نوجوان حضرت مولوی شیر علی صاحب کی بزرگی اور نیکی کا تاثر لئے بغیر نہ رہتے۔ ایک واعظ اور دعوت الی اللہ کرنے والے کی دعوت الی اللہ اور واعظ کے موثر اور مفید ہونے کے لئے ذاتی نیکی اور اخلاق حسنہ نہایت ضروری ہیں۔ علمی دلائل سے زیادہ اخلاق حسنہ مخاطب کے دل پر اثر کرتے ہیں۔

OOO

1932ء کا ذکر ہے۔ حضرت امام جماعت الثانی گرمیوں میں ڈلہوزی تشریف لے گئے تھے۔ موتی ٹبہ (پہاڑی) پر ایک کوٹھی لارنس ہال میں حضرت صاحب کے افراد خاندان کا قیام تھا۔ اسی پہاڑی پر تھوڑی دور تیرہ ہال میں پرائیویٹ سیکرٹری اور عملہ فروکش تھے۔ حضرت مولوی شیر علی صاحب انگریزی تفسیر کے کام کے لئے وہاں تشریف لائے ہوئے تھے۔ میرے والد حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب بھی.... کبیر کے کام کے تعلق میں حضرت صاحب کے ساتھ وہاں آئے ہوئے تھے۔ والد صاحب نے کچھ دنوں کے لئے خاکسار کو بھی بلا لیا۔ عبادت کے لئے اردگرد رہنے والے احمدی احباب وہاں آیا کرتے تھے۔ ایک دوست جو کسی انگریز افسر کے باورچی تھے اور پندرہ بیس سال سے ڈلہوزی میں مقیم تھے۔ ایک روز وہ باہر کھڑے حضرت مولوی شیر علی صاحب سے باتیں کر رہے تھے۔ خاکسار بھی پاس کھڑا تھا۔ گفتگو کے دوران انہوں نے جڑی بوٹیوں کا ذکر کیا جو ڈلہوزی کے علاقہ میں پیدا ہوتی ہیں اور طبابت پیشہ لوگ انہیں لینے آتے ہیں۔ وہ دوست جہاں کھڑے تھے اردگرد کئی بوٹیوں کی طرف اشارہ کر کے ان کے نام گاؤزبان وغیرہ بتائے گئے۔ میرے منہ سے بے ساختہ نکل گیا کہ ہم تو انہیں بے کار گھاس پھوس ہی سمجھتے تھے۔ حضرت مولوی صاحب نے فوراً فرمایا "تم ایسا سمجھتے ہو گے میں تو ایسا نہیں سمجھتا تھا۔ میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ مجھے علم نہیں خدا تعالیٰ نے ان بوٹیوں میں کیا کیا خواص رکھے ہیں۔"

آپ نے ایک مختصر فقرہ کہہ کر نہایت لطیف رنگ میں خاکسار کی اصلاح فرمائی خصوصاً "میں" کہنے کی بجائے میرے "ہم" (جمع کا صیغہ) کہنے کی غلطی کی طرف عجیب انداز میں توجہ دلا دی۔

حضرت مولوی صاحب کا اصلاح اور سمجھانے کا طریق بڑا نرم اور لطیف ہوا کرتا تھا۔ خاکسار سے ایک دفعہ آپ نے پوچھا کیا کرتے ہو۔ میں ان دنوں صاحبزادگان کو پڑھایا کرتا تھا جو مولوی فاضل کے امتحان کی تیاری کر رہے تھے۔ میں نے ان کے نام لے کر بتایا یہ تین صاحبزادے ہیں اور چوتھے حضرت میر محمد اسحاق صاحب کے بیٹے میر مسعود احمد ہیں۔ حضرت مولوی صاحب نے دھیمی آواز سے فرمایا وہ بھی صاحبزادے ہیں۔ جب میں ابھی طالب علم تھا ایک دفعہ آپ نے نہایت سنجیدگی سے بعض احمدی دوستوں کے نام لے کر مجھے فرمایا کہ ان کے لئے دعا کرنا۔ میں نے کچھ تعجب اور کچھ شرمساری سے آپ کی طرف دیکھا اور سر جھکا لیا کہ مجھ ناچیز کم عمر کو حضرت مولوی شیر علی صاحب دعا کے لئے کہہ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا دوسرے کے لئے دعا کرنے سے اپنے لئے بھی قبول ہوتی ہے۔ حضرت مولوی صاحب کے اصلاح اور سمجھانے کے لطیف انداز کے تذکرہ میں یہ بات بھی بے محل نہ ہو گی کہ حضرت مولوی صاحب کے بیٹے مولوی عبدالرحیم صاحب اور خاکسار ایف اے کی تیاری کر رہے تھے اور حضرت مولوی صاحب سے انگریزی پڑھتے تھے۔ حضرت مولوی صاحب کا طریق یہ تھا کہ پہلے گزشتہ سبق سنتے تھے۔ اگر ہم میں کسی کو یاد نہ ہوتا تو خفگی کے اظہار کے لئے صرف یہ کہتے کہ جانور بھی پہلے کھائے ہوئے چارہ کی جگالی کر کے اور کھاتے ہیں۔

(الفضل انٹرنیشنل 24 تا 30 جنوری 1997ء)

OOO

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری ولی دعائیں آپ کے لئے) فرماتے ہیں۔

رزق سے ڈر کر انسان کو کسی عادت کا پابند نہ ہونا چاہئے۔ اگر اس کا خدا تعالیٰ پر ایمان ہے تو خدا تعالیٰ رزاق ہے۔ اس کا وعدہ ہے کہ جو تقویٰ اختیار کرتا ہے اس کا ذمہ دار میں ہوں۔ یعنی باریک سے باریک گناہ جو ہے اسے خدا سے ڈر کر جو چھوڑے گا خدا تعالیٰ ہر مشکل سے اسے نجات دے گا۔ یہ اس لئے کہا کہ اکثر لوگ کہا کرتے ہیں کہ ہم کیا کریں۔ ہم تو چھوڑنا چاہتے ہیں مگر ایسی مشکلات آپڑتی ہیں کہ پھر کرنا پڑ جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے کہ وہ اسے ہر مشکل سے بچائے گا۔ پھر آگے ہے (-) یعنی ایسی راہ سے اسے روزی دے گا کہ وہ اس کے گمان میں بھی نہ ہوگی۔ ایسے ہی دوسرے مقام پر ہے (-) جیسے ماں اپنی اولاد کی والی ہوتی ہے ویسے ہی وہ نیکیوں کا والی ہوتا ہے۔ پھر فرماتا ہے (-) یعنی جو کچھ تم کو وعدہ دیا گیا ہے اور تمہارا رزق آسمان پر ہے۔ جب انسان خدا پر سے بھروسہ چھوڑتا ہے تو دہریت کی رگ اس میں پیدا ہو جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ پر بھروسہ اور ایمان اسی کا ہوتا ہے جو اسے ہر بات پر قادر جانتا ہے۔

خلیفہ صباح الدین احمد

محترم پروفیسر ڈاکٹر عبد السلام

سائنس دانوں کے متعلق یہ عام مشہور ہے کہ یا تو وہ اپنے حواس میں نہیں ہوتے یا اپنے مضمون کے علاوہ کسی اور معاملہ میں سروکار نہیں رکھتے یعنی ایک طرف تو علمی لحاظ سے مہارت میں باقی عالموں کو پیچھے چھوڑے ہوئے ہوتے ہیں اور دوسری طرف عام معلومات اور بعض ضروری علوم اور معاملات میں نابلد ہوتے ہیں ہم نے پڑھا بھی ہے اور بڑے بڑے سائنس دانوں کی تصاویر بھی نظر سے گزری ہیں جو کوئی اسی قسم کی مخلوق معلوم ہوتی ہیں۔ یعنی مختصر یہ کہ سائنس دان اور عرف عام میں ذہین ترین لوگ single track minded ہوتے ہیں۔ لیکن ہمارا مشاہدہ اس کے برعکس ہے۔ کیونکہ یکطرفہ ذہانت ایک انسان کے ذہین ہونے کی نشاندھی نہیں کرتی بلکہ ایک ذہین شخص کسی ایک یا دو یا زیادہ علوم میں مہارت ضرور حاصل کر سکتا ہے لیکن دوسرے علوم اور معلومات سے بے خبر بھی نہیں رہتا۔ اس کا رہن سہن اس کا اٹھنا بیٹھنا اس کی گفتگو کھانا پینا دوسروں سے معاملات کرنا پر حکمت اظہار خیال اس بات کی غمازی کر رہے ہوتے ہیں کہ اس کے تمام دماغی Track صحیح کام کر رہے ہیں۔ ہر معاملہ میں وہ عام سطح سے بلند ہوتے ہیں جیسا کہ مذہبی دنیا کی شخصیات ہمارے سامنے نمونہ ہیں ان کی فہم و فراست کی اڑان اتنی بلند ہوتی ہے کہ اس کی گرد کو بھی پانا محال ہو جاتا ہے۔ غیرمذہبی دنیا میں بھی ایسے افراد پائے جاتے ہیں لیکن ان کا وہ معیار نہیں ہوتا جیسا کہ مذہبی بزرگوں اور خدا تعالیٰ کے پیاروں کا ہوتا ہے۔

تو بات ہو رہی تھی سائنس دانوں کی ہمیں تو ایک ہی بڑے سائنس دان کو دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے یعنی محترم ڈاکٹر عبد السلام صاحب نوبل پرائز لارئیٹ ان سے کوئی ایسی راہ و رسم تو نہ تھی معمولی جان پہچان تھی البتہ ایک مرتبہ جب ڈاکٹر صاحب فیصل آباد ہوائی مستقر پر تشریف لا رہے تھے۔ خوش قسمتی تھی کہ خاکسار کو حکم ملا کہ بطور نمائندہ جا کر استقبال کروں۔ ڈاکٹر صاحب کا چھوٹا خاص جہاز اترا۔ مستقر کے اندر جانے کی اجازت مل گئی۔

محترم ڈاکٹر صاحب بہت تپاک سے ملے انتظامیہ اور زرعی یونیورسٹی کے شعبہ نیوکلیئر تحقیق کے افسران اور ماہرین بھی استقبال کے لئے موجود تھے کافی گاڑیاں ساتھ تھیں ڈاکٹر صاحب نے نیوکلیئر زرعی تحقیقات ادارے میں خطاب بھی کرنا تھا محترم ڈاکٹر صاحب نے ان سے اجازت لی کہ جو گاڑی ربوہ سے جماعت کی گئی تھی اس میں سفر کریں گے۔ اپنے خطاب سے فارغ ہوتے ہی فرمایا کہ فیصل آباد میں اگر کوئی ایسا کتب فروش ہو جس سے پرانی مصر کی چھپی ہوئی فقہ اور حدیث کی کتب دستیاب ہو سکتی ہوں آپ کچھ کتب وہاں سے خرید کرنا چاہتے ہیں۔ دوکان پر جا کر خاکسار کے علم میں یہ اضافہ ہوا کہ محترم ڈاکٹر صاحب دینی علوم میں نہ صرف دلچسپی رکھتے ہیں بلکہ کافی مہارت بھی رکھتے ہیں۔ آپ نے خاصی چھان بین کر کے اور دوکاندار جو آپ کی آمد پر پھولے نہ سماتا تھا اس کے علم میں ساتھ ساتھ اضافہ کرتے ہوئے کتب خرید کیں۔ ڈاکٹر صاحب کی دوکان میں موجودگی کی خبر فوراً پھیل گئی لوگوں کا کافی جمگھٹا ہو گیا۔ سب اس بات پر حیران تھے کہ ڈاکٹر صاحب ایک چوٹی کے سائنس دان ہونے کے ساتھ ساتھ دینی علوم میں بھی خاصی مہارت رکھتے ہیں۔ سفر ربوہ کے راستہ میں گفتگو کے دوران میں نے دیکھا کہ ڈاکٹر صاحب نہ صرف حالات حاضرہ سے اچھی طرح واقف ہیں بلکہ بعض چھوٹی خبروں کی تفاصیل بھی جانتے ہیں۔ مثال کے طور پر ان دنوں شکر گڑھ سے ایک کلومیٹر کے فاصلہ پر ایک آبادی میں ایک جن ایک گھر میں بار بار آگ لگانے کی کارروائی کر رہا تھا۔ بہت سے پیر فقیر اس کو نکالنے پر جمع ہو گئے تھے لیکن وہ جن کچھ زیادہ ہی دلیر واقعہ ہوا تھا۔ کسی کے وظیفے میں نہیں آتا تھا۔ حضرت امام جماعت الثالث کے ارشاد کے تحت خاکسار کو وہاں جا کر جن نکالنے کا موقع ملا تھا محترم ڈاکٹر صاحب اس کی تفاصیل سے بھی باخبر تھے۔ اور معلوم فرماتے رہے کہ کس طرح جن نکلا۔ خاکسار نے جن ون کیا نکالنا تھا۔ حکم تھا اسی ڈھارس سے مکرم امیر صاحب شکر گڑھ اور مکرم مربی صاحب اور کچھ احباب کی معیت میں پہنچ گیا۔ وہاں کئی پیر فقیر موجود تھے دیواروں پر تعویز آویزاں تھے۔ لوگوں کا مجمع تھا کہ تھالی اچھالو تو سروں ہی سر جائے۔ ان سب کی موجودگی میں آگ لگ جاتی تھی۔ کبھی چھت پر کبھی صندوق میں اور کبھی بستر میں۔ بستر پر چادریں جلی پڑی تھیں۔ چھتیں بالے اور شہتیر تبدیل کئے جانے کے بعد بھی جلی ہوئی نظر آ رہی تھیں صندوق میں کپڑے جل گئے تھے۔ پیروں فقیروں کے لئے دیگیں چڑھی تھیں چونکہ ان لوگوں کو اطلاع کر دی گئی تھی۔ اس لئے ہم جب پہنچے تو خاکسار نے یہی ان سے کہا کہ کسی کی قید میں ایک جن ہوتا ہے کسی کے اختیار میں چند جن کہانیوں میں پتہ دیتے ہیں۔ لیکن جس پیر کامل کا یہ خاکسار اذن پا کر آیا ہے اس کے مرید ایک کروڑ جن ہیں۔ اس لئے اس جن کی کیا مجال میں تو اسے بھسم کر کے رکھ دوں گا۔

حالات کا جائزہ لے کر اور فاسفورس اور گندھک کی بو پا کر میں سمجھ گیا تھا کہ کس قسم کے جن کا کارنامہ ہے۔ میں نے کہا کہ میں اس جن اور اس کے نمائندہ کو بھی پہچان گیا ہوں۔ ابھی میں اس سے بات کروں گا۔ یا تو خود بتا دے یا پھر اپنے انجام کو بھگتنے کے لئے تیار ہو جائے۔ پھر ان سب کو گھر سے نکال کر گھر کے اور گھر سے متعلق تمام افراد سے علیحدگی میں گفتگو کی۔ اولاد میں سے ایک کا باپ سے کچھ مطالبہ تھا۔ والد کو سمجھایا کہ اپنی اولاد کا خیال کرے اور جائز بات کو تسلیم

باقی صفحہ 6 پر

ملک رفیق احمد

حسد اور رشک کے نقصانات اور فوائد

دنیا میں ہر انسان اپنی روزمرہ کی ضروریات پوری کرنے کے لئے ہر وہ ذریعہ اختیار کرنے کی تگ و دو میں لگا رہتا ہے جس کے سبب اسے عزت و وقار سے زندگی گزارنے کے لئے رزق مل سکے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ انسان محنت اور جدوجہد کرتا ہے تو یہ بہت ہی قابل تعریف بات ہے۔ مجاہدے اور کوشش اور محنت سے خون پسینے کی کمائی سے اپنی زندگی گزارنے والے قابل تعریف ہیں لیکن جو محنت کے بغیر ہی سب کچھ حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ محنت کرنے والوں سے مقابلہ کرنے کے بجائے ان کو نقصان پہنچانے کی سکیمیں بنانے لگ جاتے ہیں اور خود وہ چوری چکاری اور ڈاکے وغیرہ کے مذموم کاموں کی طرف جھکنے لگ جاتے ہیں۔

انسان کا ہر دوسرے انسان سے مقابلہ ہے بلکہ خود اس کا اپنے آپ سے بھی مقابلہ ہے جب ہم اپنے چاروں طرف دیکھتے ہیں تو ہمیں کوئی سے دو انسان ہر لحاظ سے برابر نظر نہیں آتے یہاں تک کہ دو جڑواں بھائی اپنی شکل و صورت اور عادات میں بھی بہت سی باتوں میں ایسا بنیادی اختلاف رکھتے ہیں کہ ان کی وجہ سے ان کو پہچاننا آسان ہو جاتا ہے۔ مالی لحاظ سے ہر ایک سے زیادہ مالدار بھی ہیں زیادہ علم والے بھی ہیں زیادہ مرتبہ اور شان و شوکت والے بھی ہیں اور ایسے بھی ہیں جو اس سے زیادہ غریب کم علم اور شان و شوکت اور مرتبہ میں کمتر ہیں۔ لیکن بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ انسان اپنے سے کمتر لوگوں کو دیکھ کر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کی بجائے اپنے سے بڑوں کو دیکھ کر جلنے سڑنے اور کڑھنے لگ جاتا ہے اور نتیجتاً حسد کی خوفناک مرض کا شکار ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ ہر وقت ایسے ذرائع تلاش کرتا ہے کہ دوسروں کا مال چھینا جائے دوسروں کو کمتر کیا جائے یا دکھایا جائے اور اگر کسی کو مرتبہ یا ترقی یا مقام مل رہا ہے تو اس کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ کوئی نہ کوئی ایسا طریقہ اختیار کیا جائے کہ ترقی دینے والوں کو ان کو ترقی دینے سے روک دیا جائے۔ الغرض یہ عجیب قسم کی بیماری ہے کہ حسد کر کے نقصان پہنچانے والا غیبت اور بہتان جیسی بیماریوں سے بیمار ہو کر دوسرے کو گرانے کی کوشش کرتا ہے حالانکہ عقلمندی اس بات میں تھی کہ وہ جو ان سے زیادہ مالدار ہیں ان سے مال بڑھانے یا تجارت کرنے کا گر سیکھنے کی کوشش کرتا اور اپنا علم اس حد تک بڑھاتا کہ وہ دوسروں سے بڑھ جاتا لیکن حسد اس کو جلنے کڑھنے اور ہر وقت غلط منصوبے بنانے کی بیماری میں مبتلا کر دیتا ہے جو آخر کار اس کی تباہی کا موجب ہو جاتا ہے۔

حسد کی بہت سی شکلیں ہیں جن سے ہر روز زندگی میں ہمیں واسطہ پڑتا ہے۔ زمیندار کا زمیندار سے تعلق ہوتا ہے اگر وہ اس کو نقصان پہنچا کر اپنے آپ کو اوپر لانا چاہتا ہے یا محض نقصان پہنچاتا ہے تا مد مقابل اس سے بڑا دکھائی نہ دے تو یہ حسد ہوگا۔ اگر کسی کو کوئی عہدہ اور ترقی مل رہی ہے تو کسی دوسرے کا اس کی ترقی کے حصول میں روکاوٹیں پیدا کرنا محض اس بات کی وجہ سے کہ اس کو عزت و وقار حاصل ہو جائے گا تو ایسا کرنا حسد کی بیماری ہے۔

کہتے ہیں کوئی استاد کلاس میں طالبعلموں کو بہت مارتا تھا ایک دن سخت سردی میں طلباء نے یہ منصوبہ بنایا کہ وہ باری باری استاد کے پاس جائیں گے اور کہیں گے کہ ماسٹر جی کیا بات ہے آج آپ کی طبیعت کو کیا ہو گیا ہے آپ کا رنگ زرد کیوں پڑ رہا ہے؟ پہلے چند لڑکوں نے جب یہ بات کی تو استاد غصے ہوا اور کہا کہ میں تو ٹھیک ہوں تم خواہ مخواہ بکتے ہو لیکن جب ہر آنے والے نے یہی بات کہنی شروع کی تو استاد کو بھی شک پڑ گیا اور کہنے لگا کہ ہاں طبیعت کچھ ٹھیک نہیں ہے اس پر طلباء نے مشورہ دیا کہ بہتر ہے کہ آپ گھر جا کر آرام کریں۔ ماسٹر جی نے آخر مشورہ قبول کر لیا اور طلباء خوش ہو گئے کہ کم از کم انہیں آج سزا تو نہیں ملے گی۔

روزانہ بہت سی ایسی باتیں ہوتی ہیں جو بظاہر ایسی نظر آتی ہیں کہ آپ نے معمولی سے بات کی ہے لیکن وہ بات دوسرے کو نقصان یا فائدہ پہنچا رہی ہوتی ہے۔ ہمیں اس بات کا تجربہ ہے ایک دن ہم بہت خوشگوار موڈ میں گھر سے باہر نکلے اس دن طبیعت معمول سے زیادہ اچھی تھی۔ ایک دوست ملے اور وہ کہنے لگے کہ آج آپ تو بہت ہی سمارٹ لگ رہے ہیں صحت بہت اچھی ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک اور دوست آئے اور کہنے لگے کہ آج تمہیں کیا ہو گیا ہے تم بجھے بجھے سے نظر آتے ہو۔ کیا ساری رات سوئے نہیں؟ ہم نے فوری طور پر اپنے آپ کو چیک کیا اور غور کیا کہ دونوں دوستوں میں کون سا دوست سچا ہے اور غور و فکر کے بعد یہ معلوم ہوا کہ وہ دوست جو ہمیں بیمار دکھانے کی کوشش میں تھا وہ ہمارا ہمدرد نہیں تھا بلکہ وہ خواہ مخواہ مایوس کرنے والا تھا۔ ...... جو لوگوں کو مایوس دکھا کر اپنے آپ کو سمارٹ اور چالاک و ہوشیار دکھانے کے منصوبے بناتا رہتا تھا۔ بھری مجلس میں بجائے اس کے کہ کوئی اپنی لیاقت اور علمیت سے اپنی برتری ثابت کرے خواہ مخواہ عیب جوئی کر کے اور دوسروں کو کسی نہ کسی لحاظ سے کمزور ثابت کر کے بعض لوگوں کا یہ خیال ہوتا ہے کہ وہ برتر ہو گئے ہیں اور یہ بھی حسد کی ایک قسم ہے۔ زندہ رہیں اور دوسروں کو زندہ رہنے کے لئے مایوس لوگوں میں امید کی فضا پیدا کریں اور ان میں زندگی کی امنگ اور جذبہ پیدا کریں تو یہ امر قابل تعریف ہے جو بہرحال آپ کو اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔

ایک پیارے ہیں جو چودہ سو سال قبل مغرب کی طرف مکہ کے ایک مکان میں رہا کرتے تھے ان کی پیاری باتیں اتنا لمبا عرصہ گزرنے کے باوجود میری زبان پر رہتی ہیں۔ وہ بہت ہی خوبصورت

باقی صفحہ 7 پر

بین المملکتی حالات - واقعات - شخصیات

چیچنیا کے نئے رہنما

چیچنیا کے چیف آف جنرل سٹاف جنرل ارسلان مسکوف عام انتخابات کے نتائج کے مطابق چیچنیا کے نئے صدر منتخب ہو گئے ہیں۔ انہوں نے 60 فیصد ووٹ حاصل کئے ہیں جب ان کے مدمقابل شامل بسائیوف نے 30 فیصد ووٹ حاصل کئے ہیں۔ شامل بسائیوف چیچنیا کی فوج کے فیلڈ کمانڈر ہیں۔

45 سالہ جنرل ارسلان دھیمے لہجے میں بات کرنے کے عادی ہیں۔ ان کے سر کے بال سفید ہو چکے ہیں۔ 21 ماہ تک انہوں نے چیچن فوجوں کے چیف آف جنرل سٹاف کی حیثیت سے روس کی فوج کے خلاف کامیاب جنگ لڑی اور پھر مذاکرات کی میز پر اپنی قوم کے لئے عزت امن اور فتح جیت لی۔ اور پھر عبوری حکومت میں وزیراعظم بن گئے۔ گزشتہ ماہ روس کو اپنا آخری فوجی بھی چیچنیا میں سے نکال لینا پڑا۔

جنرل ارسلان چیچنیا کے عظیم مجاہد آزادی اور شہید صدر جوہر داؤدایوف کے قریبی ساتھی ہیں اور عظیم گوریلا مجاہد لیڈر اور روحانی رہنما امام شامل کی بیٹی کی اولاد میں سے ہیں۔ ان کے بیٹے انزر نے بتایا کہ وہ بہت مطمئن ہیں۔ ان کی فتح کی خبر سن کر لوگ جوق در جوق ان کے گاؤں میں پہنچنے لگے اور فضا گولیوں کی تڑتڑاہٹ سے گونج اٹھی۔ اس موقع پر ان کی رہائش گاہ پر ایک بھیڑ صدقہ کی گئی۔

انہوں نے بتایا کہ میرا مدمقابل صدارتی امیدوار شامل بسائیوف میرا بھائی ہے اور مستقبل میں مسلمانوں کی بہتری کے لئے وہ میرے ساتھ ہو گا۔ میں اسے اپنے سے جدا نہیں کر سکتا۔ شامل بسائیوف کے ایک ساتھی باقر یاتیوف نے بتایا کہ میں اور میری کمپنی کے 142۔ افراد نے شامل کو ووٹ دیا۔ مگر اس کے باوجود ارسلان کی فتح پر ہم خوش ہیں۔ اور ہمیں ان پر مکمل اعتماد ہے۔

جنرل ارسلان نے کہا اب میری پہلی ترجیح روس کے تسلط سے مکمل آزادی حاصل کرنا ہو گی۔ ہم عالمی سطح پر چیچنیا کی سیکیورٹی تسلیم کروائیں گے۔

جنرل ارسلان روسی فوج میں کرنل کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے تھے۔ خیال ہے کہ ان کی صدارت کے دور میں چیچنیا کی جنگ آزادی کی مہم اور تیز ہو جائے گی۔ اور اب وہ روس کے ساتھ بات چیت میں زیادہ ٹھوس موقف اختیار کر سکیں گے۔

○○○

لیبیا کے خلاف کارروائی پر غور

اقوام متحدہ نے لیبیا پر جو پابندیاں امریکہ کی شہ پر لگائی ہیں ان میں ایک فضائی سفروں کی بھی پابندی ہے اب اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل نے کہا ہے کہ لیبیا نے فضائی پابندیوں کی خلاف ورزی کی ہے۔ تاہم کونسل نے ابھی یہ فیصلہ نہیں کیا کہ اس کے نتیجے میں لیبیا کے خلاف کیا کارروائی کی جائے کونسل کے صدر نے بند کمرے کے اجلاس کے بعد کہا کہ اس بات پر غور جاری ہے کہ اس خلاف ورزی پر لیبیا کے خلاف کیا اقدام کیا جائے۔

یہ خلاف ورزی اس وقت ہوئی جب لیبیا کا ایک طیارہ مغربی افریقہ کے ملک گھانا میں اتر گیا۔ گھانا کے حکام کا کہنا ہے کہ جہاز کا ایندھن ختم ہونے والا تھا اس لئے اسے اترنے کی اجازت دی گئی ہے۔ اقوام متحدہ کے ذرائع کو خطرہ ہے کہ اگر لیبیا کے خلاف بروقت کارروائی نہ کی گئی تو پابندیوں کے نفاذ کا مقصد عملاً ختم ہو کر رہ جائے گا۔

○○○

بلغاریہ میں ہنگامے

سابق کمیونسٹ اور مغربی یورپ کا ملک بلغاریہ شدید دھماکہ خیز صورت حال سے دوچار ہے۔ اپوزیشن کی اپیل پر دارالحکومت صوفیہ میں مظاہرے ہو رہے ہیں۔ بلغاریہ کے وزیراعظم نے اپوزیشن کو بات چیت کی پیشکش کی ہے۔ اور کہا ہے کہ چند ماہ کے اندر دوبارہ الیکشن کروائے جا سکتے ہیں لیکن بلغاریہ کی اپوزیشن جماعت نے اس پیشکش کو قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

ہنگاموں میں دفاتر، سکول کالج وغیرہ بند رہے۔ انڈسٹری معطل ہے کیونکہ مزدور بھی ہڑتال اور ہنگاموں میں شامل ہیں۔

ہڑتال اور ہنگاموں کی وجہ ملک کی خراب اقتصادی حالت بتائی گئی ہے۔ اپوزیشن سمیت مظاہرے کرنے والے افراد اصلاحات کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ بلغاریہ کے موجودہ وزیراعظم اور حکومت کے اراکین میں سابق کمیونسٹ بھی شامل ہیں۔ مظاہرین ان کے بھی خلاف ہیں۔ اور کمیونسٹ افراد کو اقتدار سے ہٹانا چاہتے ہیں۔

○○○

لبنان میں اسرائیلی فوجیوں کی ہلاکت

لبنان میں 3۔ اسرائیلی فوجیوں کی ہلاکت کے بعد اسرائیل کے وزیراعظم بن یامین نیتن یاہو نے شام کو ان کی ہلاکت کا ذمہ دار قرار دے کر کہا ہے کہ اب وقت ہے کہ شام اس معاملے میں مداخلت کرے اور یہ ثابت کرے کہ وہ امن معاہدے کے ساتھ مخلص ہے۔ جنوبی لبنان کے علاقے میں شام اور ایران کی مدد سے چھاپہ مار کارروائیاں جاری رہتی ہیں۔ حالیہ واقعہ بھی ریموٹ کنٹرول کے ذریعے چلنے والا بم ہے جس نے تین اسرائیلی فوجیوں کی جان لے لی۔ یہ حادثہ نصف شب کے قریب ہوا۔ اسرائیل کے امدادی ہیلی کاپٹروں نے ہلاک اور زخمی ہونے والوں کو ہسپتال پہنچایا۔

○○○

گاندھی کی راکھ

بھارت کے بابائے قوم گاندھی کی راکھ کو ان کی وفات کے 49 سال کے بعد ان کے پوتے نے گنگا میں بہا دیا۔ آزادی حاصل کرنے کے چھ ماہ بعد گاندھی کو ہلاک کر دیا گیا تھا۔ اس کے بعد ان کی ارتھی کو جلائے جانے کے بعد جو راکھ بچی تھی اس کو ہندوؤں کی رسوم کے مطابق دریائے گنگا میں بہایا جانا تھا۔ لیکن یہ تقریب برپا نہ ہو سکی اب گاندھی کی راکھ کو گنگا کے سپرد کرنے کے بعد گاندھی کے آخری رسومات مکمل ہو گئی ہیں۔ اس موقع پر دریائے گنگا کے کنارے پر بہت سے لوگ جمع ہو گئے تھے۔

○○○

منڈیلا کا حیران کن اقدام

جنوبی افریقہ کے صدر مسٹر نیلسن منڈیلا نے ایک حیران کن اقدام کر کے اپنے سب سے بڑے مخالف چیف بوتھالیزی کو اپنا قائمقام صدر مقرر کر دیا ہے۔ جو نیلسن منڈیلا کی ملک سے غیر حاضری کے دوران قائمقامی کے فرائض سرانجام دیں گے۔ صدر منڈیلا کے اس اقدام کو ملک میں سیاسی الجھنوں کے حل کی طرف ایک اہم پیش رفت قرار دیا گیا ہے۔ صدر منڈیلا کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ وہ ایک تجربہ کار جہاندیدہ اور چالاک سیاستدان ہیں ان کا حالیہ اقدام اسی زمرے میں آتا ہے۔ اس سے قبل انہوں نے اپنی مخالف دو سیاسی پارٹیوں ڈیمو کریٹک پارٹی اور پان افریقن پارٹی کو حکومت میں شریک ہونے کی پیش کش کی تھی۔ صدر منڈیلا کے حریف چیف بوتھالیزی کی سیاست آج کل ناکامیوں کا شکار ہو رہی تھی۔ ان کے دو اہم ساتھی ان سے اختلافات کے باعث استعفیٰ دے چکے ہیں۔ صدر منڈیلا نے ان کو قائمقام صدر بنا کر اپنے حریف کی مدد کی ہے۔

○○○

انڈونیشیا میں مذہبی فسادات

انڈونیشیا میں مسلمان مظاہرین نے چار چرچوں اور ایک بودھ مندر کو نذر آتش کر دیا ہے۔ بودھ مندر کے کیئر ٹیکر کے گھر کو بھی جلا کر راکھ کر دیا ہے۔ کیئر ٹیکر نے بمشکل اپنی جان بچانے میں کامیابی حاصل کی۔ مغربی جاوا کے اس قصبے میں ہڑتال ہے اور کام بند ہے۔ یہ مظاہرے اس وقت شروع ہوئے جب عیسائیوں نے جو یہاں اقلیت میں ہیں اعتراض کیا کہ مسلمانوں کی ماہ رمضان کی عبادات سے ان کے کام میں خلل پڑتا ہے۔ عیسائی یہاں اقلیت میں ہیں اور مسلمان بھاری اکثریت میں ہیں۔ بودھ کیئر ٹیکر نے بتایا کہ حملہ آوروں کی تعداد سینکڑوں میں تھی۔ اس نے کہا کہ مجھے علم نہیں کہ حملے کا کیا جواز تھا۔

○○○

کولمبیا میں کوکین فیکٹری

نذر آتش

جنوبی امریکہ کے ملک کولمبیا کے دارالحکومت بگوٹا میں پولیس نے کوکین تیار کرنے والی ایک بہت بڑی فیکٹری دریافت کرنے کے بعد آگ لگا کر اسے تباہ کر دیا ہے۔ پولیس کا کہنا ہے کہ اب تک اس قسم کی جتنی بھی فیکٹریاں ملی ہیں یہ ان سب سے بڑی ہے۔ یہاں سے 8 ٹن تیار شدہ کوکین ملی اور 400 ٹن کیمیکل ملے۔ یہ فیکٹری چار کنال علاقے میں قائم ہے۔ اور یہاں پر روزانہ 40 سے 50 ٹن کوکین بنانے کی گنجائش ہے۔

اس سے قبل امریکہ نے کولمبیا کو دھمکی دی تھی کہ اگر اس نے منشیات کی سپلائی کا دھندہ بند نہ کیا تو اس کے خلاف اقوام متحدہ کے ذریعے اقتصادی پابندیاں لگوا دی جائیں گی۔

○○○

غریبوں کو قرضے

دنیا کے لاکھوں بے حد غریب لوگوں کو مائیکرو قرضے دینے کے لئے 100 ملین ڈالر مقرر کئے گئے ہیں۔ بنگلہ دیش ان ملکوں میں سے ایک ہے جس میں قرضے دیئے جا رہے ہیں۔ اس کے ذریعے سے چھوٹی سطح پر کاروبار شروع کیا جا سکتا ہے۔ امریکہ کے صدر کلنٹن نے اس سکیم کو سراہتے ہوئے کہا ہے کہ اس سے ہزاروں خاندانوں کو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے میں مدد ملے گی۔ یہ مائیکرو قرضے انسانی ہمدردی کے جذبات کے تحت دیئے جا رہے ہیں۔

○○○

بقیہ صفحہ 5

کر لے ورنہ سائنس کی طالب علم اولاد جن بن کر ایسی ہی کرامات دکھائے گی۔ باپ نے وعدہ کر لیا اور اولاد کے مطالبہ کو راز میں رکھنے کو کہا اس طرح وہ جن رخصت ہوا۔ وہ صاحب جن کے گھر ہیں یہ کھیل کھیلا جاتا تھا۔ انتہائی ممنون ہوئے کہ ان بیچارے مصیبت کے ماروں کو پیروں فقیروں نے تو بالکل ہی مار ڈالا تھا۔ ان کے مطالبات پورے کرتے تنگ آچکے تھے۔ ان سب کی چھٹی کر دی گئی اس کے بعد پھر جن کی کارروائی سننے میں نہیں آئی۔ محترم ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ یہی تو ان کی خواہش ہے کہ پاکستان کے عوام سائنسی علوم حاصل کریں اور جدید علوم سے واقف ہو کر ان جہالت کی باتوں سے چھٹکارا حاصل کر لیں۔ عام لوگوں کی جہالت اور لاعلمی ہی محترم ڈاکٹر صاحب کے لئے اس واقعہ میں دلچسپی کا باعث بنی۔

کاش ہمارے ملک کے صاحبان اقتدار اور عوام دوسری باتیں چھوڑ کر ایک محب وطن چوٹی کے سائنس دان کی خواہشات کے احترام میں اور ان کی ان دلی محبتوں کے جواب میں جو انہوں نے ملک کے سائنس کے اداروں خصوصاً طبعیات کے اداروں اور طالب علموں کے لئے سرانجام دی ہیں سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں تا اس اہل وطن سے محبت رکھنے والی بے چین روح کو سکون ملے۔ اور آخرت میں مزید سرخرو ہو۔

بقیہ صفحہ 3

دوسرے مذاہب کے بچوں سے ایک الگ خاص امتیاز رکھتے ہیں۔ ان کا مقام اللہ کی نظروں میں دوسرے بچوں سے بہت اونچا ارفع و اعلیٰ ہے۔ ان کی اسی اعلیٰ تربیت کا نتیجہ تھا کہ جب بچوں کی شادیوں کا وقت آیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اعلیٰ رشتے عطا فرمائے۔ خالد کی شادی خاکسار کے ماموں زاد بھائی کرنل عبدالودود خان کی بیٹی اقیس سے ہوئی ہے۔ اور ان دونوں کی زندگی خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت پرمسرت ہے۔ کریم کی شادی حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کی صاحبزادی سے ہوئی ہے۔ اور یہ سعادت محترم ڈاکٹر صاحب اور عزیزہ سلمٰی کے لئے ایک عظیم نعمت ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا کی۔ ا... کی بیٹی عزیزہ طاہرہ کی شادی خاکسار کے ماموں زاد بھائی ڈاکٹر محمود احمد خان سے ہوئی ہے۔ عمران خان ابھی غیر شادی شدہ ہے۔

ایک پاکیزہ بات یہ ہے کہ اگر تمہارے ذریعہ ایک سعید روح بھی دین حق قبول کرے تو وہ تمہارے لئے سو سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔ محترم ڈاکٹر صاحب اور ان کی اہلیہ کی دعوت الی اللہ سے خدا تعالیٰ کے فضل سے 500 کے قریب سعید روحوں نے حق قبول کیا۔ انہیں یہ سعادت بھی نصیب ہوئی کہ بیلوزشیا میں ان کے ذریعہ سب سے پہلی جماعت قائم ہوئی۔ جو خدا تعالیٰ کے فضل سے خوب ترقی پذیر ہے۔

ڈاکٹر سعید احمد خان ایک بہادر اور نڈر انسان تھے۔ اپنی طویل بیماری میں بھی کبھی اپنی تکلیف کا ذکر نہ کیا میں نے جب بھی دریافت کیا کہ ان کا کیا حال ہے تو ہمیشہ جواب دیتے۔ سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے ٹھیک ہوں۔ آخری دنوں میں جب بیماری نے ان کے عضو عضو کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ وہ اللہ تعالیٰ سے مایوس نہیں ہوئے اور کہا کرتے تھے کہ معجزات کا ظہور بھی تو ہوتا رہتا ہے۔ شاید میرے لئے بھی کوئی معجزہ ظاہر ہو جائے۔ لیکن چونکہ موت مقدر ہو چکی تھی۔ اس لئے دنیا بھر میں ان کی صحت کے لئے جو دعائیں ہوتی رہیں وہ آخرت میں ان کے لئے ذخیرہ ہوتی رہیں وفات سے چند دن قبل خاکسار ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ فرمانے لگے۔ اللہ نے مجھے صحت عطا فرمائی تو بقیہ ساری زندگی خدمت دین میں گزار دوں گا میں نے کہا کہ اب تک جو آپ کی زندگی گزری ہے وہ کیا خدمت دین میں نہیں گزری؟ آپ کی تو زندگی کا ہر لحہ ہی دین کی خدمت میں گزرا ہے۔ آپ نے صحیح معنوں میں ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم رکھا ہے۔ اور آپ نے جو دین کی خدمت کی ہے۔ وہ دوسروں کے لئے ایک اعلیٰ مثال ہے۔ اس سے وہ بہت خوش ہوئے اور خوشی سے ان کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔

ڈاکٹر صاحب کو نیکی، تقویٰ اور دین داری اپنے بزرگ والدین سے ورثہ میں ملی۔ ان کے والد صاحب حضرت محمد خواص خان صاحب پشاور کی جماعت کے سرگرم رکن تھے۔ تقسیم ہند و پاکستان سے قبل ان کی رہائش پشاور کے سول کوارٹرز میں تھی۔ خاکسار بھی ان دنوں پشاور سکول میں پڑھتا تھا اور اپنے ماموں حضرت عبدالسلام خان صاحب کے ہاں رہتا تھا۔ حضرت محمد خواص خان صاحب نے اپنے گھر کے سامنے خالی زمین پر اینٹوں کی مختصر سی چاردیواری کے ساتھ بیت الذکر قائم کی تھی۔

چاردیواری کا لفظ تو موزوں نہیں۔ یوں کہنا چاہئے کہ اینٹوں سے نشاندہی کر رکھی تھی کہ یہ عبادت کی جگہ ہے مغرب اور عشاء گرمیوں کے مہینوں میں اس علاقہ کے احمدی ان کے گھر کے سامنے کے اس چبوترہ نما بیت الذکر میں ادا کرتے تھے اور سردیوں میں ان کے گھر کا ایک کمرہ عبادات کے لئے وقف ہو جایا کرتا تھا۔ حضرت محمد خواص خان صاحب جہاں اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے اور روحانیت میں اعلیٰ مقام پر فائز تھے وہاں ظاہری شکل و شباہت میں بھی مردانہ حسن کا اعلیٰ نمونہ تھے ہمیشہ صاف ستھرے اجلے کپڑے زیب تن رکھتے تھے۔ صفائی کا انہیں بے حد خیال رہتا تھا۔

محترم ڈاکٹر صاحب کی والدہ صاحبہ ایک رفیق حضرت بانی سلسلہ کی صاحبزادی تھیں۔ بہت نیک پارسا۔ خدا ترس اور متقی خاتون تھیں۔ سلسلہ کے بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہو کر بڑی عاجزی کے ساتھ اپنے بچوں کے لئے دعا کی تحریک کیا کرتی تھیں اور اس غرض کے لئے دور دراز کے سفر بھی اختیار کرتی تھیں۔ اور میرے نزدیک ان کی ان دعاؤں کا ہی ثمرہ انہیں ایسے اچھے بچوں کی صورت میں ملا۔ حضرت محمد خواص خان صاحب کا ہر بچہ جو اس مبارک خاتون سے پیدا ہوا وہ دین کا خادم بنا۔ اور اپنے والدین کا نقش انہوں نے اعلیٰ رنگ میں اپنے اوپر لیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب موصی تھے۔ اپنی زندگی میں تمام بقایا جات صاف کر دیئے تھے۔ وصیت کے علاوہ ہر جماعتی چندہ کی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کرتے تھے۔ لیکن ان کی یہ بڑی خوبی تھی کہ کبھی اپنے چندوں کا برملا اظہار نہیں کیا۔ اور کبھی گفتگو میں کسی نیکی میں سبقت کے سلسلہ میں اپنی مثال نہیں دیتے تھے۔ بلکہ کوئی ان کی تعریف کرتا تو چہرہ پر شرمانے کے آثار نمایاں ہو جایا کرتے تھے۔ اور اس بات کو پسند نہیں کرتے تھے۔ کہ لوگ ان کی تعریف کریں۔

ڈاکٹر صاحب کی طبیعت میں افسردگی کا ہرگز کوئی دخل نہ تھا۔ ہر وقت ہشاش بشاش رہتے تھے ان کی محفل کا رنگ ہمیشہ دوسروں پر اس رنگ میں اثر انداز ہوتا تھا کہ ان کی محفل میں بیٹھنے والوں کی طبیعت میں بھی انبساط اور خوشی کی کیفیت پیدا ہو جاتی تھی۔

عزیزہ سلمٰی خان سے محبت۔ تعاون اور حسن سلوک کا یہ عالم تھا کہ میں اکثر انہیں کہا کرتا تھا کہ ان کی یہی ایک خوبی اللہ تعالیٰ کے نزدیک شاید ان کی مغفرت کے لئے کافی سمجھی جائے گی۔ سلمٰی مبارکہ انگریز ہیں۔ عیسائی سے احمدی ہوئی ہیں۔ ان کا تمام خاندان اب بھی عیسائی ہے۔ لیکن ڈاکٹر صاحب کے حسن اخلاق اور حسن تربیت نے سلمٰی کو دینی اخلاق کا ایک خوبصورت گلدستہ بنا دیا ہے۔

دونوں میاں بیوی کی عظیم خوش بختی یہ ہوئی کہ حضرت امام جماعت الرابع انگلستان تشریف لے آئے۔ سلمٰی مبارکہ اکثر کہا کرتی ہیں کہ ہم کس قدر خوش نصیب ہیں کہ "کوہ نور" ہمارے درمیان آگیا ہے حضرت صاحب سے ان کی قربت بڑھتی چلی گئی۔ اور حضرت صاحب کے ارشادات۔ فرمودات۔ خطبات اور تقاریر نے ان دونوں کی زندگیوں میں ایک عظیم انقلاب برپا کر دیا۔ حضرت صاحب سے ان کی محبت عشق کے حدود میں داخل ہو گئی۔ خاکسار جب بھی ان کے ہاں مقیم ہوتا۔ تو لازماً ہماری گفتگو کا بیشتر حصہ حضرت صاحب کے فرمودات، اقوال، ارشادات کی جگالی پر مشتمل ہوتا۔

ڈاکٹر صاحب کو اللہ تعالیٰ نے موت بھی کیسی مبارک دی۔ عین جمعہ کی عبادت کے وقت روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ اگلے دن حضرت صاحب نے ان کا جنازہ پڑھایا۔ ان کے ماتھے پر بوسہ دیا۔ ان کے جنازہ کو کندھا دیا۔ اور قبرستان میں انہیں قبر میں اتارا۔

کہتے ہیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے ایک گنہگار بندے کو صرف اس لئے معاف کر کے جنت میں داخل کرے گا کہ ایک بزرگ کی ایک نظر اس گناہگار بندے پر پڑی تھی۔ تو محترم ڈاکٹر صاحب پر تو نہ صرف امام جماعت کی پیار کی نظریں ساری زندگی پڑتی رہیں۔ بلکہ موت پر بھی امام جماعت نے انہیں اس حال میں رخصت کیا کہ ان کی آواز ڈاکٹر صاحب کی صفات کا ذکر کرتے ہوئے شدت غم سے بھر آتی رہی۔ ایسی موت کسی کسی کو نصیب ہوتی ہے۔

ڈاکٹر صاحب کی موت پر ان کی اہلیہ اور بچوں نے صبر کا کمال نمونہ دکھایا۔ ہر ایک اللہ کی رضا پر راضی تھا۔ کسی کی زبان پر کوئی شکوہ نہ تھا۔ ان کے دل تو یقیناً بے حد حزیں اور غمگین تھے لیکن ان کے چہرے صبر کے نور سے منور تھے۔ اور تعزیت کے لئے ان کے گلے لگنے والوں سے سوائے صبر کے دینی الفاظ کے کوئی الفاظ نہیں نکلتے تھے۔

محترم ڈاکٹر سعید احمد خان کے دو بھائی محترم خلیل احمد خان صاحب اور محترم ڈاکٹر بشیر احمد صاحب ہیں۔ اور تین بہنیں ہیں۔ جن میں سے دو خاکسار کی ممانیاں ہیں۔ اور ایک محترم رشید احمد خان سے بیاہی ہوئی ہیں اور یارک شائر میں مستقلاً مقیم ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ موصوف کے درجات بلند فرمائے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ احباب سے بھی عزیزہ سلمٰی مبارکہ خان اور ان کے بچوں کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

○○○

بقیہ صفحہ 5

اور جان میں جان ڈالنے والی باتیں کیا کرتے تھے۔ اس پیارے نے 63 سال عمر پائی۔ ہم تو اس زمانہ میں موجود نہ تھے وہ بڑے ہی خوش قسمت تھے جنہوں نے وہ زمانہ پایا۔ ہم تو اس بات سے خوش ہیں کہ یہ پیارا میرے پیاروں کا بھی پیارا ہے۔ اس کی پیاری پیاری باتوں میں سے ایک بات ہم آپ کو بتائے جاتے ہیں انہوں نے بتایا کہ ایک دوسرے سے حسد نہ کرو ہاں اگر تم اپنی اس عادت سے مجبور ہو تو اس کو یہ رنگ دو کہ اگر کسی کو مال ملا ہے اور وہ اس مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے تو تم اس رنگ میں تمنا کرو اور دعا کرو کہ اے خدا تو مجھے بھی دے تا میں بھی تیری راہ میں خرچ کر سکوں یا اگر آپ کسی علم والے اور حکمت والے کو دیکھتے ہیں جو اپنے علم اور حکمت سے نوع انسان کو فائدہ پہنچا رہا ہے تو تم بھی خواہش کرو اور دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بھی علم اور حکمت دے تا تم بھی نوع انسان کو فائدہ پہنچاؤ۔

کہتے ہیں کہ ایک اندھے اور سوجاکھے کی دوستی ہو گئی ایک دن دونوں نے حلوا پکایا اور کھانے کے لئے بیٹھے۔ اندھے نے سوچا کہ میں تو دیکھ نہیں رہا ہوں ہو سکتا ہے کہ میرا دوست تیز کھا رہا ہو۔ اس خیال کے آتے ہی اس نے زیادہ تیزی سے کھانا شروع کر دیا پھر سوچا کہ ہو سکتا ہے وہ دو ہاتھوں سے کھا رہا ہو اور دونوں ہاتھوں سے کھانا شروع کر دیا۔ پھر سوچا کہ اب دوسرے نے کافی کھا لیا ہو گا اور پوری پلیٹ اٹھا کر کہا کہ باقی سارا میرا ہے حالانکہ دوسرے نے ابھی کھانا بھی شروع نہیں کیا تھا اور اس کے انداز فکر اور عجیب و غریب حرکات سے لطف اندوز ہو رہا تھا مدت ہوئی ہمیں اس طرح کا واسطہ پڑا کہ ہمارے پانی کا پائپ چند گھروں سے گزرنے کے بعد ہمارے گھر آتا تھا بعض ہمسایوں نے یہ سوچا کہ آگے تو بہت پانی جا رہا ہے اس لئے ہمیں کوئی سبیل کرنی چاہیے تا زیادہ پانی مل سکے۔ پھر سوچا کہ ہمسائے بڑی تسلی سے بیٹھے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ پانی ان کے پاس بہت زیادہ ہے اس لئے پانی موٹر سے کھینچنے کی کوشش کرنی چاہئے لیکن پھر بھی جب انہوں نے دیکھا کہ ہمارا گزارا ہو نے اور پانی پیتے رہنے کے آثار ہیں تو انہوں نے پائپ کے متعلق یہ فیصلہ کیا کہ یہ تو ہمارے گھر سے گزرتا ہے پہلے ہمارا حق ہے جو بچے گا وہ دوسروں کو ملے گا اس پر ہم تو یہ کہتے ہوئے خاموش ہو گئے کہ مشکلیں اتنی پڑیں مجھ پر کہ آساں ہو گئیں۔ ہماری بہت سی سوچیں ایسی ہوتی ہیں جن میں نفسا نفسی کا عالم ہوتا ہے دوسرے کو نقصان پہنچانے میں لذت محسوس کی جاتی ہے دوسرے کو تکلیف میں دیکھ کر ہنسی یا ٹھٹھا کیا جاتا ہے دوسروں کو بے عزت کرنے میں عزت سمجھی جاتی ہے لیکن اگر آپ دوسروں کو دیکھ کر ان جیسا بننے کے لئے یا ان سے آگے بڑھنے کے لئے ترقی کے زینے تلاش کر کے محنت کر کے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں تو یہ فعل رشک ہے اور قابل تعریف ہے اور اس کے فوائد ہی فوائد ہیں۔

○○○

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

خبریں

ربوہ : 4 - فروری-1997ء
درجہ حرارت کم از کم 6 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 17 درجے سنٹی گریڈ

○ پاکستان میں تین فروری کو ہونے والے عام انتخابات کے جو نتائج موصول ہوئے ہیں ان کے مطابق پاکستان مسلم لیگ نواز گروپ قومی اسمبلی اور پنجاب اسمبلی میں دو تہائی کے لگ بھگ اکثریت حاصل کر رہا ہے۔ جبکہ پیپلزپارٹی کو انتہائی کم نشستیں مل رہی ہیں۔ پاکستان کے عام انتخابات کی تاریخ میں پیپلزپارٹی کو اس دفعہ سب سے کم نشستیں ملی ہیں۔ سرحد اسمبلی میں اے این پی اور مسلم لیگ اور بلوچستان و سندھ میں ملا جلا رجحان ہے۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو، محترمہ نصرت بھٹو اپنے اپنے حلقوں سے جیت گئی ہیں۔ جبکہ پیپلزپارٹی کے بڑے لیڈروں میں سے اکثر کو شکست ہوئی ہے۔ مسلم لیگ کے بڑے لیڈروں میں سے اکثر کامیاب ہوئے ہیں۔

○ نگران وزیر اعظم پاکستان ملک معراج خالد نے کہا ہے کہ قومی سلامتی کونسل میرے مشورے پر قائم ہوئی۔ یہ غلط ہے کہ اصل فیصلے صدر خود کرتے ہیں مجھے فرنٹ مین کے طور پر استعمال نہیں کیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ احتساب کے عمل میں بیوروکریسی نے خوش دلی کے ساتھ ہمارے ساتھ تعاون نہیں کیا۔ کیونکہ وہ خود اس بدعنوانی میں ملوث تھی۔ بی بی سی سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ بڑی مچھلیوں کو پکڑنے کے لئے ہمارے پاس شواہد موجود نہیں تھے۔

○ صدر مملکت اور نگران کابینہ انتخابات کروا کے اپنے آئینی فرض سے سبکدوش ہو گئے ہیں۔ اکثریت حاصل کرنے والی پارٹی کو انتقال اقتدار کی غرض سے فرض سے عہدہ برآ ہونے کا اہم کام بھی باقی ہے۔ بی بی سی کا کہنا ہے کہ نواز شریف نے اکثریت حاصل کی تو صدر مملکت کو انہیں اقتدار دینے میں مشکل پیش آسکتی ہے۔ کیونکہ ماضی میں صدر اور قومی اسمبلی کی اپوزیشن کے حالات بہتر نہیں تھے۔

○ الیکشن کمیشن نے بتایا ہے کہ پولنگ کم ہوئی ہے لیکن دھاندلی کی کوئی شکایت نہیں ملی۔ انتخابات کا عمل پر امن اور منظم رہا۔ دیہی علاقوں میں زیادہ جوش و خروش دیکھنے میں آیا۔

○ صدر مملکت فاروق احمد خان لغاری نے کہا ہے کہ اسمبلیاں اپنی مدت پوری کریں گی۔ اقتدار 15 دن میں منتقل ہو گا۔ نئی حکومت کے ساتھ اکیسویں صدی میں داخل ہوں گے۔ کہیں دھاندلی نہیں ہوئی۔ امیدواروں کے انتخابی گوشوارے اور سرکاری نتائج ملتے ہی اسمبلیوں کے اجلاس بلائے جائیں گے۔ کوئی اسمبلی احتساب کے عمل کو رول بیک نہیں کر سکے گی۔ چہرے بدلنا عوام کا حق ہے منتخب حکومت کو نیشنل ڈیفنس کونسل ختم کرنے کا پورا حق حاصل ہے۔ صدر مملکت نے یہ باتیں ایک پولنگ اسٹیشن پر دورے کے دوران صحافیوں سے باتیں کرتے ہوئے کہیں۔

○ مسلم لیگ (ن) کے صدر اور متوقع وزیر اعظم میاں نواز شریف نے لاہور کے حلقہ 95 میں دس بجے اپنا ووٹ ڈالا۔ انہوں نے داتا دربار پر حاضری دی۔ مسجد میں ایک گھنٹہ نوافل ادا کئے۔

○ نگران وزیر اطلاعات ارشاد احمد حقانی نے کہا ہے کہ الیکشن نہ ہونے کی افواہیں دم توڑ گئی ہیں۔ احتساب جاری رہے گا۔

○ مسلم لیگ (ن) کے رہنما اعجاز الحق نے کہا ہے کہ فوج سیاست میں باقاعدہ فریق بن چکی ہے۔ قومی سلامتی کونسل قائم کرنے کی بات میرے والد کے دور اقتدار میں چلی تھی۔

○ سپریم کورٹ کے چیف جسٹس مسٹر جسٹس سید سجاد علی شاہ نے گورنر پنجاب سے ملاقات کی۔ ملاقات میں بعض اہم امور زیر بحث آئے سیاسی حلقے اسے خاصی اہمیت دے رہے ہیں۔

○ انتخابات عمومی طور پر ملک میں پر امن رہے تاہم کراچی کوئٹہ اور سکرنڈ میں فائرنگ ہوئی۔ ایم۔ کیو۔ ایم کے امیدوار کا بھائی ہلاک ہو گیا۔ چند مقامات کے سوا ملک میں پولنگ پر امن رہی۔ صبح کو دھند سردی اور روزوں کی وجہ سے ووٹ ڈالنے کی رفتار ست رہی۔ روایتی جوش و خروش نظر نہیں آیا۔ سکرنڈ میں پیپلزپارٹی اور شہید بھٹو گروپ کے کارکنوں میں تصادم ہو گیا۔ بلوچستان کے قلعہ عبداللہ اور پنجگور میں فوج نے حالات پر قابو پالیا۔ گجرات میں پولنگ سٹیشن کے باہر فائرنگ سے ایک ووٹر ہلاک دوسرا شدید زخمی ہو گیا۔ پشاور میں پیپلزپارٹی کے حامیوں نے فائرنگ کی۔ ملتان میں یوسف رضا گیلانی کا پولنگ ایجنٹ اغوا ہو گیا۔

○ صدر مملکت فاروق احمد خان لغاری نے اسلامی نظریاتی کونسل کے 18۔ ارکان کی تقرری کر دی ہے۔

بقیہ صفحہ 1

نفرت کرتا ہے۔ خیر کی تحریک ہی قلب سے اٹھ جاتی ہے۔ اس کا ظہور ایسا ہوتا ہے کہ خیر و برکت والی جانوں سے نفرت ہو جاتی ہے۔ یا تو ان کے حضور آنے ہی کا موقعہ نہیں ملتا یا موقع تو ملتا ہے لیکن انتفاع کی توفیق نہیں پاتا۔ رفتہ رفتہ اللہ سے بُعد ملائکہ سے دوری اور پھر وہ لوگ جن کا تعلق ملائکہ سے ہوتا ہے ان سے بُعد ہو کر کٹ جاتا ہے۔ اس لئے ہر ایک عقلمند کا فرض ہے کہ وہ توبہ کرے اور غور کرے۔

(از خطبہ 31۔ جنوری 1903)

تبدیلی سائیکل

○ کل مورخہ 3- فروری 1997ء کو کوئی صاحب لائٹ ہاؤس بالمقابل ایوان محمود سے میرا سائیکل سہراب غلطی سے لے گئے ہیں اور اپنا سائیکل سہراب چھوڑ گئے ہیں اگر وہ یہ اعلان پڑھیں تو فوری طور پر لائٹ ہاؤس پر رابطہ کر کے اپنا سائیکل تبدیل کر لیں۔

ارشاد احمد خان
کارکن نظارت علیاء
صدر انجمن احمدیہ - ربوہ

فرحت علی جیولرز اینڈ زری ہاؤس
یادگار روڈ۔ ربوہ
فون : 213158

احمد ڈینٹل کلینک
طارق مارکیٹ
اقصیٰ چوک ربوہ
دانتوں کا معائنہ
مفت
ڈینٹسٹ رانا مدثر احمد
4-30 تا 30-8 شام

جدید اور روایتی زیورات کا مرکز
میاں انوار گولڈ سمتھ
نزد الائیڈ بنک اکرم مارکیٹ اقصیٰ روڈ
ربوہ
فون : 213100

شیئرز و غیر ملکی کرنسی کی خرید و فروخت کا با اعتماد ادارہ
ڈالر ایکسچینج
پروپرائیٹر: ملک عبدالصمد
آفس نمبر 6-A گیلری نمبر 4
ریکس سٹی پلازہ ستیانہ روڈ
فیصل آباد
فون دفتر 730288 رہائش 726524
موبائیل: 661524-0300

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کیساتھ
ہمارا شعار • خدمت • دیانت
مرکز احمدیت ربوہ بابرکت شہر اور ماحول ربوہ میں
• مکانات • پلاٹ • دوکانیں و دیگر سکنی و زرعی اراضی کی خرید و فروخت کیلئے آپ کا بہترین انتخاب
چوہدری اسٹیٹ ایجنسی
اقصیٰ روڈ
ربوہ
فون : 212508

مخصوص ریڈی میڈ ملبوسات (بچگانہ۔ زنانہ۔ مردانہ) پر سالانہ
کلیرنس سیل شروع ہو گئی ہے
(ریٹ انتہائی کم)
سیل — سیل
شہزاد گارمنٹس محسن بازار ربوہ فون: 212039

حبوب مفید اٹھرا قیمت: 30/، 90/
اکسیر اولاد نرینہ کورس قیمت: 250/
زد جام عشق خاص قیمت: 1000/
نواب شاہی قیمت: 500/
سونے چاندی کی گولیاں قیمت 250/
مطب ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
PHONE: (04524) 211434-212434 FAX: 534